#ذاکر نائیک کے چند کفریہ اور گمراہ کن نظریات اور انکار د۔۔۔ذاکر نائیک قران اور حدیث پاک کے حکم کے تحت اعلانیہ توبہ کریں رجوع کرے اور معتبر اھل سنت علماء محققین باریک بین کی صحبت اختیار کریں ان کی نگرانی میں رھے ان کی رھنمائی میں رھے ان سے بہت کچھ سیکھیں اور پھر سوال جواب مباحثے کر سکتاھے لیکن ان سوال جواب اور مباحثوں کی رھنمائی تصدیق تردید وغیرہ کے لیے ھمہ وقت معتبر علمائے اھل سنت کی نگرانی میں رھے تو ٹھیک ھے ورنہ اسے کسی جانور یا کسی سواری پر بٹھا کر ڈنڈے مارے جائیں اور شھروں میں گھمایا جائے اور اج کے ڈیجیٹل دور میں مختلف پے لائیو دکھایا جائے اور اعلان کیا جائے کہ جو محض اپنی عقل سے عقائد اور اسلام کے متعلق رائے دے گا اس کا یھی حشر ھوگا۔۔۔ھم سب پر لازم ھے کہ ھم قران و سنت اور قران و سنت و آثار سے اجتھاد و استدلال کر کے جواب دیں تحقیق کریں سمجھیں سمجھائیں ورنہ منہ بندر کھیں۔۔۔۔۔!!

•

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت پر ان لوگوں کا خوف ھے کہ جو گمراہ کن ائمہ ھوں گے

(ترمذی حدیث 2229)

•

گمراہ کن ائمہ اس طرح ھوں گے کہ کم علمی کی بنیاد پر جواب دیں گے قران مجید کی تمام ایات کی تفاسیر اس کو مدنظر نہ ھوں گی اور اکثر احادیث کا علم نہ ھو گا یا اکثر احادیث کا صحیح فھم نہ ھو گا اور اقوال صحابہ کرام کا علم نہ ھو گا عرب کے علوم لغت معنی صرف نحو بدیع بیان حقیقت مجاز وغیرہ علوم و فنون اسے نہ ھوں گے اور وہ ان تمام کے بغیر مسائل نکال کر بتاتا پھرے گا ایت و احادیث کی غلط تاویل و تفسیر و تشریح کرتا پھرے گا پھیلاتا پھرے گا اور گمراہ ھو گا اور گمراہ کرتا پھرے گا

-

«عُمَرُ»: أَخْوَفُ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَتَأَوَّلُونَ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيلِهِ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ھیں کہ اس امت پر سب سے زیادہ خوف اس قوم کا ھے کہ جو قران کو اس کی صحیح تاویل پر نہیں رکھیں گے

(استاد بخاری في المصنف 7/503)

•

وَتَعَلَّمُوا الْعَرَبِيَّةَ مَا تُعْرِفُونَ بِهِ كِتَابَ اللهِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عربی کا علم حاصل کرو کہ جس سے قران کا علم تمھیں ملے گا قران کی صحیح فھم تمھیں ملے گی

(فضل علم السلف علی علم الخلف ص 11)

عربی کا علم مطلق ھے جس میں گرائمر حقیقت مجاز لغت بدیع معنی بیان وغیرہ کئی عربی کے علوم وفنون کا ھونا لازمی ھے

•

،عن عُمَر: تعلموَا العربيةَ فإنها مِنَ دينِكُمْ

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ عربی سیکھو عربی کے علوم فنون سیکھو کہ بے شک اس سے تم دین کی صحیح سمجھ حاصل کر سکو گے

(مسبوک الذهب في فضل العرب و شرف العلم علی شرف النسب ص 63)

•

...قال: حسن يتعلمها فإن الرجل يقرأ الآية فيعيا بوجهها فيهلك بها

امام حسن فرماتے ھیں جسے قران حدیث اثار صحابہ عربی علوم وفنون کا علم نہ ھو گا وہ کوئی ایت پڑھے گا تو اسے اس کی سمجھ نہیں ائے گی اور وہ غلط تشریح کر کے غلط تشریح سمجھ کے غلط تشریح پھیلا کے ھلاکت میں پڑے گا

(شعب الایمان 3/216 مشرحا)

•

عمر...فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّه

سیدنا عمر رضی اللّٰہ تعالی عنہ فرماتے ھیں کہ کتاب اللّٰہ کے علم کے لیے ضروری ھے کہ احادیث و سنتوں کا علم ھو

(ذم الکلام و اھلہ 3/32)

.

فقال عمر رضي الله عنه ": عليكم بديوان العرب فإن فيه تفسير كتابكم

سیدنا عمر رضی اللّٰہ تعالی عنہ فرماتے ھیں کہ دیوان عرب کہ علوم تم پر لازم ھے کہ اس سے قران مجید کی صحیح تفسیر معلوم ھوتی ھے

(مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة 13/432)

.

ـ

قَالَ الشَّافِعِي حكمى فِي أَصْحَاب الْكَلَام أَن يضْربُوا بِالْجَرِيدِ وَيُطَاف بهم فِي الْقَبَائِل والبشائر وَيُقَال هَذَا جَزَاء من ترك الْكتاب وَالسّنة وَأخذ فِي الْكَلَام

امام غزالی فرماتے ھیں کہ امام شافعی نے فرمایا ھے کہ جو شخص قران سنت کے وسیع مطالعے کے بغیر قران و سنت کے دلائل کے بغیر عقائد میں بحث و مباحث کرے تو اسے) جانور یا کسی سواری پر بٹھا کر (اسے ڈنڈے مارتے جائیں اور شھروں میں

گھماتے جائیں اور اعلان کرتے جائیں کہ جو قران و سنت و اثار صحابہ کو چھوڑ کر ان سے دلیل پکڑے بغیر عقائد میں بحث کرے گا اس کی سزا یہی ھے

(قواعد العقائد غزالی ص 85 ماخوذا)

-

اور شک نہیں کہ ذاکر نائک نے قران سنت احادیث اقوال صحابہ کرام کا وسیع مطالعہ دقیق مطالعہ نہیں کیا اور ان سے دلیل اخذ کر کے دلیل نہیں دی بلکہ جو اس کی عقل میں ایا کہہ دیا اور ان احادیث کو مانا جو اس کی عقل کے موافق تھی جیسے کہ اپ نیچے تفصیل میں پڑھیں گے تو بلا شک و شبہ ذاکر نائیک پر فرض ھے کہ وہ توبہ رجوع کرے معتبر اھل سنت علماء محققین کی نگرانی میں رھے ان سے پڑھے سمجھے انھیں اپنے دلائل دے اور اپنے دلائل کی تصدیق کرائے دلائل کی تحقیق کرائے دلائل کی تصحیح کرائے پھر انھی علماء کی نگرانی میں بحث و مباحث کرے ورنہ اسے جانور یا گدھے پہ بٹھا کر ڈنڈے جوتے برسائے جائیں اور چینلز پہ لائیو د کھایا جائے اور شہر شہر گھمایا جائے اور بتایا جائے کہ جو قران و سنت اقوال صحابہ کو چھوڑ کر اسلاف کے اقوال کو چھوڑ کر اپنی عقل پر چلے یا جو اس کی عقل مانے اسی کو مانے تو اس کی سزا یہی ھے

.

سرعام توبہ اس لیے کہ حدیث پاک میں ھے کہ سرعام گناہ کیا ھوا اعلانیہ گناہ کیا ھو تو اس کی توبہ بھی سرعام کرنی ھو گی اعلانیہ کرنی ھو گی

الحدیث

إذا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَحدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً السِّرِّ بالسِّرِ والعَلانِيَةَ بالعَلانِيَةِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھ سے گناہ ھو جائے تو اگر اعلانیہ گناہ ھوا ھے سرعام گناہ ھوا ھے تو اس کی توبہ بھی سرعام کرو رنہ تنہائی میں توبہ کر

(جامع صغیر حدیث 1613)

-

•

علماء اھلسنت بریلوی اور علماء دیوبند کے مطابق ذاکر نائیک دلائل کی رو سے باطل و مردود فتنہ گمراہ کرنے والا اھلسنت سے خارج بدعتی ضرور ھے اس کی باتیں اسکی تقریریں سننا اسکی کتابیں تحریریں پڑھنا کسی مسلمان کے لیے ہرگز ھرگز جائز نہیں۔۔۔۔۔اس پر لازم ھے کہ وہ اپنے کفریہ گمراہ کن نظریات سے توبہ رجوع اعلانیہ کرے اور معتبر اسلاف اھل سنت علماء کی نگرانی میں رھے اور ان کی نگرانی اور رھنمائی میں عقائد و فقہ پر بات کرے۔۔۔۔لیکن جب تک توبہ

رجوع نھیں کرتا علماء کی رھنمائی اور سرپرستی حاصل نھیں کرتا اس سے بائیکاٹ کرنا لازم ھے

(دیکھیے علمائے دیوبند کی کتاب چند اھم عصری مسائل ص 93تا112)

-

اب یہ نہ کھیے کہ ذاکر نائک کے ھاتھوں کئی مسلمان ھوئے کیونکہ

حدیث پاک میں ھے کہ اللّٰہ تعالی فاجر سے بھی دین کے کام لیتا ھے تو اگر بالفرض ذاکر نائک سے اللّٰہ نے دین کا کام لے بھی لیا تو اس کا یہ مطلب نھیں کہ ھم اس فاجر کو اسلام کا ھیرو بنا دیں بلکہ اسے سدھار کر اچھا بنائیں۔۔۔اس سے توبہ رجوع کرائیں۔۔۔اس کو صحیح مسائل کی طرف لے کرائیں۔۔۔اس کو کافی مسائل و عقائد کا وسیع علم دیں۔۔۔پھر اسے وعظ و تقریر اور عقائد جیسے اھم معاملات میں بحث و تبلیغ و تقریر تحریر کی اجازت دیں اور علماء مسلسل نگرانی کرتے رھے سمجھاتے رھیں اور جب ٹھیک طرح سے کام کر کے وفات پا جائے تب جا کر اسے ھیرو قرار دیا جائے

-

الحدیث:

إِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الفَاجِرِ

ترجمہ:

، بے شک اللہ عزوجل فاجر) گمراہ، بدمذھب، منافق، مرتد
زندیق، فاسق، ظالم (سے بھی اس دین اسلام کی تائید.و. خدمات لیتا ھے) صحیح
(بخاری حدیث 3062

خدمات تقریریں کتب خدمت خلق بھی اسی وقت کام آئے گی جب عقیدے نظریے
ٹھیک ھوں اعمال ٹھیک ھوں، شیطان کتنا بڑا عالم عبادت گذار تھا مگر ایک برے
نظریے نے اسے مردود لعنتی بنادیا اسکا علم اسکی عبادات شہرت سب کچھ
رائیگاں گیا... ایک گلاس دودھ میں چند قطرے زہر یا پیشاب کے ملا لیں اور کہا
جائے دو چار ھی تو قطرے ھیں باقی تو دودھ ھے اس سے اتحاد کرلو اس دودھ کو بھی
اچھا مفید سمجھ لوں، پی لو........؟؟ کیا ایسا کہنا ٹھیک ھے؟؟ ھرگز نہیں عقلا
، اخلاقا شرعا ھر لحاظ سے ٹھیک نہیں... خوارج بھی کلمہ بھت نیک وقاری تھے
مگر ان کی مزمت و مشروط قتل حدیث پاک سے ثابت ھے کیونکہ ان کے دو چار
نظریے ھی اسلام کے منافی تھے... صحابہ کرام نے انھیں سمجھایا اور ضدی
فسادیوں سے جھاد کیا... خوارج تم کلمہ گو ھو اھل قبلہ ھو اس لیے تم سے اتحاد
کرتے ھین تمھیں بھی حق کہتے ھیں ایسا صحابہ کرام نے نہ کیا......لیھزا ھر
جگہ اتحاد کی میٹھی دعوت بھی گمراہ کن ھے، ایسوں سے اتحاد نہ کرنا
لازم...انھیں سمجھانا لازم...ضدی فسادی بدمذھب سے مشروط قتال ورنہ
بائیکاٹ و مذمت لازم......یہ تفرقہ بازی نہیں، عیب جوئی نہیں، غیبت نہیں
بلکہ حق بیانی و لازم ھے اسلام کی نمک حلالی ھے، حق بیانی ھے

•

القرآن..ترجمه:

حق سے باطل کونا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت42)

•

الحدیث:

أترعون عن ذکر الفاجر؟ اذکروہ بما فیه یعرفه الناس

ترجمہ:

کیا تم)زندہ یا مردہ طاقتور یا کمزور کسی بھی (فاجر)فاسق معلن منافق,
خائن، مکار، دھوکے باز بدمذہب مفادپرست گستاخ (کو واضح کرنے سے
ھچکچاتے ھو...؟) جیسا وہ ھے ویسا کھنے سے گھبراتے ھو...؟؟(اسے ان
چیزوں)ان کرتوتوں، عیبوں اعلانیہ گناھوں، خیانتوں، منافقتوں دھوکے بازیوں (
کے ساتھ واضح کرو جو اس میں ھوں تاکہ لوگ اسے پھچان لیں)اور اسکی
(گمراھی خیانت منافقت بدعملی دھوکے بازی مکاری شر فساد سے بچ سکیں

(طبرانی معجم کبیر حدیث1010)

(طبرانی معجم صغیر حدیث598نحوہ)

یہ حدیث پاک کتبِ حدیث و تفاسیر اور فقہ و تصوف کی کئی کتب میں موجود ہے...مثلا جامع صغیر، شعب الایمان، احیاءالعلوم، جامع الاحادیث، کنز العمال کشف الخفاء ردالمحتار، عنایہ شرح ھدایہ، فتاوی رضویہ، تفسیر ثعالبی، تفسیر در منثور وغیرہ کتب میں بھی موجود ھے

علامہ ھیثمی نے فرمایا:

وإسناد الأوسط والصغير حسن، رجاله موثقون، واختلف في بعضهم اختلافاً لا يضر

مذکورہ حدیث پاک طبرانی کی اوسط اور معجم صغیر میں بھی ھے جسکی سند حسن معتبر ھے، اسکے راوی ثقہ ھیں بعض میں اختلاف ھے مگر وہ کوئی نقصان دہ اختلاف نہیں

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائدت حسين أسد2/408)

.

سمجھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاھیے...مگر حسبِ تقاضہِ شریعت ایسوں کے عیوب مکاریاں منافقتیں خیانتیں کرپشن فسق و فجور دھوکے بازیاں بیان کرنا برحق ھے لازم ھے اسلام کا حکم ھے....یہ عیب جوئی نہیں، غیبت نہیں، ایسوں کی پردہ پوشی کرنا جرم ھے...یہ فرقہ واریت نہیں، یہ حسد نہیں، بغض نہیں بلکہ حق کی پرواہ ھے اسلام کے حکم کی پیروی ھے...شاید کہ یہ سدھر جائیں انھیں ھدایت ملے ورنہ ذلت کے خوف سے فساد و گمراھی پھیلانے سے رک جائیں اور

،معاشرہ اچھا بنے...ھاں حدیث پاک میں یہ بھی واضح ھے کہ وہ عیوب، وہ خیانتیں وہ دھوکے بازیاں وہ کرتوت بیان کیے جائیں جو اس مین ھوں...جھوٹی مذمت الزام تراشیاں ٹھیک نہیں......!!

ـ

القرآن:

لَوۡ رَدُّوۡہُ اِلَی الرَّسُوۡلِ وَ اِلٰۤی اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡہُمۡ لَعَلِمَہُ الَّذِیۡنَ یَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَہٗ

اگر معاملات و مسائل کو لوٹا دیتے رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف تو اھل استنباط)اھلِ تحقیق، باشعور، باریک دان، سمجھدار علماء صوفیاء(ضرور جان لیتے

(سورہ نساء آیت83)

آیت مبارکہ میں واضح حکم دیا جارھا ھے کہ اھل استنباط کی طرف معاملات کو لوٹایا جائے اور انکی مدلل مستنبط رائے و سوچ و حکم کی تقلید و پیروی کی جائے.....!!

.

يَسْتَخْرِجُونَهُ وَهُمُ الْعُلَمَاءُ..الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُنَافِقِينَ، لَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى ذَوِي الرَّأْيِ وَالْعِلْمِ،...وَفِي الْآيَةِ

دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ الْقِيَاسِ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا يُدْرَكُ بِالتِّلَاوَةِ وَالرِّوَايَةِ وَهُوَ النَّصُّ، وَمِنْهُ مَا يُدْرَكُ بِالِاسْتِنْبَاطِ وَهُوَ الْقِيَاسُ عَلَى الْمَعَانِي الْمُودَعَةِ فِي النُّصُوصِ

اهل استنباط سے مراد وہ لوگ ھیں کہ جو احکام و نکات نکالتے ہوں اور وہ علماء ھیں... آیت میں منافقین اور مومنین سب کو حکم ھے کہ وہ معاملات کو رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی طرف لوٹادیں اور اھل علم کی طرف لوٹادیں اور رائے وقیاس کرنے والوں کی طرف لوٹادیں... اس آیت میں دلیل ھے کہ قیاس کرنا بالکل جائز ھے کہ علم وہ ھوتا ھے کہ جو نص یعنی قرآن اور حدیث و سنت سے ملتا ھے یا پھر ان سے نکالا جاتا ھے یھی تو قیاس ھے

(تفسیر بغوی 2/255)

•

دلت هذه الآية على أنَّ القياس حُجَّة... أن في الأحكام ما لا يُعْرَف بالنَّصِّ، بل بالاستِنْبَاطِ... أن العَامِيّ يجب عليه تَقْلِيد العُلَمَاء

مذکورہ آیت مبارکہ دلالت کرتی ھے کہ قیاس ایک دلیل و حجت ھے، اس آیت سے یہ بھی اشارہ ملتا ھے کہ بعض احکام نص سے معلوم ھوتے ھیں اور بعض احکام قیاس و استنباط سے معلوم ھوتے ھیں.... بے شک عام آدمی پر واجب ھے کہ وہ علماء کرام کی تقلید کرے

(اللباب فی علوم الکتاب 6/526)

•

وفي هذه الآية دليل على وجوب القول بالاجتهاد، عند عدم النص... فقد دل بذلک على أن من العلم ما يدرک بالتلاوة والرواية، وهو النص، ومنه ما يدرک بغيرهما، وهو المعنى، وحقيقة الأعتبار والاستنباط والقياس: الحكم بالمعاني المودعة في النصوص غير الحكم بالنصوص

یہ آیت دلالت کرتی ھے کہ جب نص نہ ھو تو اجتھاد اور قیاس کرنا واجب ھے اور اس پر عمل کرنا بھی لازم ھے.. اس آیت سے یہ بھی اشارہ ملتا ھے کہ بعض احکام نص سے معلوم ھوتے ھیں اور بعض احکام قیاس و استنباط سے معلوم ھوتے ھیں

(تفسیر ثعلبی 10/493)

•

الحديث:

حدثنا حفص بن عمر، عن شعبة، عن ابي عون، عن الحارث بن عمرو اخي المغيرة بن شعبة، عن اناس من اهل حمص، من اصحاب معاذ بن جبل، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، لما اراد ان يبعث معاذا إلى اليمن، قال ": كيف تقضي إذا عرض لک قضاء؟، قال: اقضي بكتاب الله، قال: فإن لم تجد في كتاب الله؟، قال: فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فإن لم تجد في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم،

ولا في كتاب الله؟، قال: اجتهد رايي ولا آلو، فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم
."صدره، وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي رسول الله

معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ کے اصحاب میں سے حمص کے کچھ لوگ کہتے هیں
کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللّٰہ عنہ کو جب یمن) کا گورنر (بنا
کرب بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا": جب
تمھارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟" معاذ رضی اللّٰہ عنہ نے
عرض کیا: اللّٰہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے
:فرمایا": اگر اللّٰہ کی کتاب میں تم نہ پا سکو؟" تو معاذ رضی اللّٰہ عنہ نے عرض کیا
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق، آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے
"فرمایا": اگر سنت رسول اور کتاب اللّٰہ دونوں میں نہ پاس کو تو کیا کرو گے؟
انھوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتھاد کروں گا، اور اس میں کوئی
کوتاھی نہ کروں گا، تو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللّٰہ عنہ کا سینہ
تھپتھپایا، نیز آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا": تمام تعریفیں اس اللّٰہ کے لیے هیں
جس نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جو اللّٰہ
کے رسول کو راضی اور خوش کرتی هے

(ابوداؤد حدیث3592)

.

ضعفه الشيخ الألباني، ولكن بعض أهل العلم صححه أو حسنه، ومنهم ابن كثير في أول تفسير سورة الفاتحة، وكذلک الشوكاني حسنه وقال: إن ابن كثير جمع فيه جزءاً وقال: كذلک أيضاً أبو الفضل بن طاهر المقدسي جمع فيه جزءاً. وقد وجدت آثار عن عدد من الصحابة تدل على ما دل عليه

ابو داود شریف کی مذکورہ حدیث کو شیخ البانی نے ضعیف قرار دیا ھے لیکن بعض اہل علم نے اس حدیث کو صحیح و دلیل قرار دیا ھے یا پھر حسن معتبر دلیل قرار دیا ھے جیسے کہ امام ابن کثیر نے اور جیسے کہ امام شوکانی نے صحیح یا حسن معتبر دلیل قرار دیا ھے...بعض ائمہ نے تو اس حدیث کی تائید و تخریج و شرح پر کتب و رسائل تک لکھے ھیں...صحابہ کرام سے بہت سارے آثار مروی ھیں جو اس بات پر دلالت کرتے ھیں کہ سب سے پہلے قرآن اور حدیث بھر اقوال صحابہ پھر ان پر کیا گیا اجتھاد و قیاس کرنا اور عمل کرنا کرانا جائز بلکہ لازم و برحق ھے

(شرح ابوداود للعباد تحت الحدیث 3592)

.

یہ حدیث مبارک مشعل راہ ھے کہ قران پھر حدیث و سنت پھر قیاس و استدلال....اس حدیث مبارک سے واضح ھوتا ھے کہ قران حدیث و سنت سے اجتھاد و استدلال کرنا برحق و ماھر علماء کا منصب بلکہ ذمہ داری ھے....استدلال و قیاس کرنے میں سب متفق ھوں یہ ضروری نہیً لیھذا غیر منصوص ظنیات و فروعیات میں کبھی اختلاف ھونا فطری عمل ھے

الحدیث:

قال النبي صلی الله علیه وسلم لنا لما رجع من الأحزاب»: لا یصلین أحد العصر إلا في بني قریظة «فأدرک بعضهم العصر في الطریق، فقال بعضهم: لا نصلي حتی نأتیها، وقال بعضهم: بل نصلي، لم یرد منا ذلک، فذکر للنبي صلی الله علیه وسلم، فلم یعنف واحدا منهم

ترجمه:

غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم) یعنی صحابہ کرام (سے فرمایا کہ:

تم میں سے ہر ایک بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھے) "صحابہ کرام نے جلد پہنچنے کی بھرپور کوشش کی مگر (راستے میں عصر کا وقت ختم ہونے کو آیا تو کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم عصر نماز بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑھیں گے اور کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ نبی پاک کا یہ ارادہ نا تھا) کہ نماز قضا ہو اس لیے (ہم عصر پڑھ لیں گے

طبرانی ابن حبان وغیرہ کتب میں روایت ہے جس میں ہے کہ کچھ صحابہ نے) راستے میں ہی عصر نماز پڑھ لی اور کچھ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کی

تابعداری اور انکے مقصد میں ھی ھیں لیھذا قضا کرنے کا گناہ نہین ھو گا اس لیے

(انھوں نے بنی قریظہ پھنچ کر ھی عصر نماز پڑھی

پس یہ معاملہ رسول کریم کے پاس پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بھی ملامت نا فرمائی

(بخاری حدیث 946)

•

دیکھا آپ نے صحابہ کرام علیھم الرضوان کا قیاس و استدلال اور اس میں اختلاف...صحابہ کرام نے اس بر حق اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر منافق فاسق گمراہ گستاخ نہیں کھا اور نبی پاک نے بھی کسی کی ملامت نا فرمائی...ایسا اختلاف قابل برداشت ھے بلکہ روایتوں مین ایسے فروعی بر حق پر دلیل باادب اختلاف کو رحمت فرمایا گیا ھے

•

اختلاف ایک فطرتی چیز ھے....حل کرنے کی بھرپور کوشش اور مقدور بھر علم و توجہ اور اھلِ علم سے بحث و دلائل کے بعد اسلامی حدود و آداب میں رھتے ھوئے پر دلیل اختلاف رحمت ھے

مگر

آپسی تنازع جھگڑا ضد انانیت تکبر لالچ ایجنٹی منافقت والا اختلاف رحمت نھیں، ھرگز نھیں...اختلاف بالکل ختم نھیں ھو پاتا مگر کم سے کم ضرور کیا جا سکتا ھے، اس لیے اختلاف میں ضد، انانیت، توھین و مذمت نھیں ھونی چاھیے بلکہ صبر اور وسعتِ ظرفی ھونی چاھیے...اور یہ عزم و ارادہ بھی ھونا چاھیے کہ اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی، ختم نھیں ھو پایا تو اختلاف کو کم سے کم ضرور کیا جائے گا..اختلاف کو جھگڑے سے بچایا جائے گا..

.

...اختلاف کی بنیاد حسد و ضد ھرگز نھیں ھونی چاھیے

اختلاف اپنی انا کی خاطر نہ ھو

اختلاف لسانیت قومیت کی خاطر نہ ھو

اختلاف ذاتی مفاد لالچ کی خاطر نہ ھو

اختلاف شھرت واہ واہ کی خاطر نہ ھو

اختلاف فرقہ پارٹی کی خاطر کی نہ ھو

اختلاف کسی کی ایجنٹی کی خاطر نہ ھو

اختلاف منافقت، دھوکے بازی کی خاطر نہ ھو

اختلاف ھو تو دلیل و بھلائی کی بنیاد پر ھو, بھتر سے بھترین کی طرف ھو, علم و حکمت سے مزین ھو

.

ھر شخص کو تمام علم ھو, ھر طرف توجہ ھو, ھر میدان میں ماھر ھو یہ عادتاً ممکن نھیں, شاید اسی لیے مختلف میدانوں کے ماھر حضرات کی شوری ھونا بھت ضروری ھے, اسی لیے اپنے آپ کو عقل کل نھیں سمجھنا چاھیے....بس میں ھی ھوں نھیں سوچنا چاھیے...ترقی در ترقی کرنے کی سوچ ھو, ایک دوسرے کو علم شعور, ترقی دینے کی سوچ ھو....!!

.

کسی کا اختلاف حد درجے کا ھو, ادب و آداب کے ساتھ ھو, دلائل و شواھد پر مبنی ھو تو اس سے دل چھوٹا نھیں کرنا چاھیے...ایسے اختلاف والے کی تنقیص و مذمت نھیں کرنی چاھیے, ایسے اختلاف پے خطاء والے کو بھی اجر ملتا ھے

الحدیث:

فاجتهد، ثم اصاب فله اجران، وإذا حكم فاجتهد، ثم اخطا فله اجر

مجتھد نے اجتھاد کیا اور درستگی کو پایا تو اسے دو اجر اور جب مجتھد نے اجتھاد کیا خطاء پے ھوا اسے ایک اجر ملے گا

(بخاری حدیث7352)

توجیہ تنبیہ جواب تاویل ترجیح کی کوشش کرنی چاھیے جب یہ ممکن نا ھو تو خطاءاجتہادی پر محمول کرنا چاھیے.....ھاں تکبر عصبیت مفاد ضد انانیت ایجنٹی منافقت وغیرہ کے دلائل و شواھد ملیں تو ایسے اختلاف والے کی تردید و مذمت بھی برحق و لازم ھے

.

اسی طرح ھر ایک کو اختلاف کی بھی اجازت نہیں...اختلاف کے لیے اھل استنباط مین سے ھونا ضروری ھے... کافی علم ھونا ضروری ھے...وسعت ظرفی اور تطبیق و توفیق توجیہ تاویل ترجیح وغیرہ کی عادت ضروری ھے، جب ھر ایرے غیرے کم علم کو اختلاف کی اجازت نا ھو گی تو اختلافی فتنہ فسادات خود بخود ختم ھوتے جاءیں گے

.

امام احمد رضا فرماتے ھیں:

اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ھے نہ مجتھد سے خاص (اطلاق و عموم سے استدلال کوئی بھی ماھر عالم کر سکتا ھے اس کے مجتھد ھونا ضروری نہیں)..(فتاویٰ رضویہ جلد7 صفحہ496)

ھاں اطلاق و عموم میں کیا کیا آئے گا اور کون اور کیا کس وجہ سے اطلاق و عموم نھیں آئے گا..؟ یہ سمجھ بوجھ بھی ضروری ھے... جس کے لیے

آیات احادیث اثارِ صحابہ و تابعین و آئمہ اسلام...اور

وسیع گھرا مطالعہ... عقائد فقہ لغت علم المعانی و البیان

اور اس قسم کے دیگر علوم پر نظر ضروی ھے...ایسے علماء محققین کو اطلاق و عموم سے استدلال جائز و ثواب بلکہ کبھی لازم تک ھو جاتا ھے......!!

.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ »: مَنْ كَانَ عَالِمًا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبِقَوْلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا اسْتَحْسَنَ فُقَهَاءُ الْمُسْلِمِينَ وَسِعَهُ أَنْ يَجْتَهِدَ رَأْيَهُ...قال الشافعی لَا يَقِيسُ إِلَّا مَنْ جَمَعَ آلَاتِ الْقِيَاسِ وَهِيَ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَرْضِهِ وَأَدَبِهِ وَنَاسِخِهِ.

وَمَنْسُوخِهِ وَعَامِّهِ وَخَاصِّهِ وَإِرْشَادِهِ وَنَدْبِهِ

،وَلَا يَكُونُ لِأَحَدٍ أَنْ يَقِيسَ حَتَّى يَكُونَ عَالِمًا بِمَا مَضَى قَبْلَهُ مِنَ السُّنَنِ....

وَأَقَاوِيلِ السَّلَفِ وَإِجْمَاعِ النَّاسِ وَاخْتِلَافِهِمْ وَلِسَانِ الْعَرَبِ وَيَكُونُ صَحِيحَ الْعَقْلِ حَتَّى يُفَرِّقَ بَيْنَ الْمُشْتَبِهِ، وَلَا يُعَجِّلَ بِالْقَوْلِ وَلَا يَمْتَنِعَ مِنَ الِاسْتِمَاعِ مِمَّنْ خَالَفَهُ لِأَنَّ لَهُ فِي ذَلِكَ تَنْبِيهًا عَلَى غَفْلَةٍ

رُبَّمَا كَانَتْ مِنْهُ...وَعَلَيْهِ بُلُوغُ عَامَّةِ جَهْدِهِ، وَالْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَعْرِفَ مِنْ أَيْنَ قَالَ مَا يَقُولُ

امام ابو حنیفه رحمة اللّٰه تعالی علیه کے شاگرد رشید محمد بن حسن فرماتے هیں که جو کتاب اللّٰه کا عالم هو سنت رسول اللّٰه کا عالم هوتا هے اور صحابه کرام کے اقوال کا عالم هو اور فقهاء کے اجتهاد و استنباط و قیاس کا عالم هو اس کے لئے جائز هے که وہ قیاس و اجتهاد کرے...امام شافعی فرماتے هیں که قیاس و اجتهاد وهی کر سکتا هے که جس نے قیاس کے لیے مطلوبه علوم و فنون میں مهارت حاصل کی هو، مثلا قرآن کریم) اور سنت رسول (کے احکامات کا علم هو قرآن کریم) و سنت رسول (کے فرض واجبات آداب ناسخ منسوخ عام خاص اور اس کے ارشادات و مندوبات وغیرہ کا علم هو...قیاس و اجتهاد صرف اس عالم کے لئے جائز هے که جو عالم هو ،سنتوں کا، اسلاف) صحابه کرام تابعین عظام و دیگر ائمه (کے اقوال کا عالم هو اسلاف کے اجماع و اختلاف کا عالم هو، لغت عرب کے فنون کا عالم هو، عمدہ عقل والا هو تاکه اشتباہ سے بچ سکے، اور جلد باز نه هو، اور مخالف کی بات سننے کا دل جگرہ رکھتا هو که ممکن هے یه غفلت میں هو اور مخالف کی تنقید سے غفلت هٹ جائے اور اس پر واجب هے که دلائل پر بھرپور غور کرے انصاف کے ساتھ بلاتعصب اور اسے پته هونا چاهیے که وہ کیا کهه رها هے کس بنیاد پر کهه رها هے

(جامع بیان العلم و فضله 2/856)

.###############

*#اب ذاکر نائیک کے چند اہم گمراہ کن اور کفریہ عقائد و نظریات کی ایک

*جھلک پڑھیے

پہلا نظریہ*ذاکر نائیک کہتا ہے #1️⃣*:

...خدا انسان بن سکتا ہے لیکن پھر وہ خدا نہیں رہے گا

(دیکھیے ذاکر نائیک کی کتاب خدا کا تصور مذاہب عالم میں ص 69)

ـ

#ـــــــتحقیقـوـجواب!!

نعوذ باللہ صاف الفاظوں میں ذاکر نائیک اعتراف کر رہا ہے کہ اللّٰہ وہ چیز بن سکتا ہے جو خدا نہیں یعنی نعوذ باللہ خدائی صفت اللّٰہ سے ختم ہو سکتی ہے نعوذ باللہ یعنی اللّٰہ کی ذات خدا نہ رہے ایسا ہو سکتا ہے جو کہ سراسر کفر و گمراہی ہے کیونکہ اللّٰہ کی ذات سے خدائی صفت اور اللّٰہ ہونا کبھی ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ اللّٰہ ازلی اور ابدی ہے اس کی ذات اس کی صفات ازلی اور ابدی ہیں اس کی ذات اس کی صفات ازلی اور ابدی ہیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی

ـ

القرآن:

وَّيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّکَ

اور اللّٰہ کی ذات ھمیشہ سے ھے ھمیشہ رھے گی

(سورہ رحمن ایت 27)

-

هُوَالذِي لاَتَعْترِضُ عَلَيهِ عَوَارِضُ الزوَالِ وَهُوَالذِي بَقَاؤه غيرُ مُتَنَاهٍ، وَلَا مَحْدُوْدٍ،...وَذَلِکَ أن بَقَاءَهُ أزَليٌّ أبَدِيٌّ

اللّٰہ کی ذات وہ ھے کہ جس کو زوال نھیں وہ ھمیشہ ھے ھمیشہ رھے گا کیونکہ وہ ازلی اور ابدی ھے یعنی ھمیشہ سے ھے ھمیشہ رھے گا

(شأن الدعاء للخطابي 1/96)

•

أزلي أبدي وهو الحق سبحانه

ازلی اور ابدی صرف اللّٰہ ھی کی ذات ھے جو ھمیشہ سے ھے ھمیشہ رھے گا

(التوقيف على مهمات التعاريف ص 46)

•

مَعَ اتِّفَاقِهِمْ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ مَوْصُوفًا بِصِفَاتِهِ قَدِيمًا بِهَا

سارے علماء کا اس بات پر اتفاق ھے کہ رب تعالی کی ذات ھمیشہ سے ھے ھمیشہ رھے گی اور اس کی صفات ھمیشہ سے ھے ھمیشہ رھیں گی

(مجموع فتاوی ابن تیمیہ 6/271)

.##############

دوسرا نظریہ *ذاکر نائیک کھتاھے #2*:

ھر انسان یہ سمجھتا ھے کہ اس کی مقدس کتاب ھی اللّٰہ تعالی کا کلام ھے اور اگر آپ چاھتے ھیں کہ معلوم کریں کہ کون سی کتاب واقعی اللّٰہ کا کلام ھے تو اسے آخری امتحان یعنی جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے گزاریں، اگر وہ جدید سائنس کے مطابق ھو تو سمجھ لیں کہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کا ھی کلام ھے

(چند اھم عصری مسائل ص 95)

.

!!جواب۔و۔تحقیق۔۔۔۔۔#

کئی وجوھات کی بنیاد پر مذکورہ بالا اقتباس کئی کفریات گمراھیات پر مشتمل ھے مثلا

1....نعوذ بالله اپ لحظه بهر کے لیے شک کر سکتے هیں که اللّٰه کی کتاب قران هے یا نهیں۔۔۔۔شک کرنے کے بعد پهر اپ سائنس کی طرف توجه دیں گے که وه اس کو کیا کهتی هے نعوذ بالله

2....پهر اگر سائنس تردید کر دے تو نعوذ بالله اپ بهی تردید کر دیں که قران اللّٰه کا کلام نهیں نعوذ بالله تعالی

3...جو کلام اللّٰه نهیں بلکه یهود و نصاری کی تحریف هے اس کی بهی اگر سائنس تصدیق کر دے که اللّٰه کا کلام هے تو نعوذ بالله همیں بهی تصدیق کرنا هو گی که یه اللّٰه کا کلام هے

4.....سائنس جو خود ایک مشکوک هے ظنی علم هے۔۔۔مشکوک علم هے۔۔۔ائے روز بدلتا رهتا هے اس کے اوپر اتنا یقین کر لینا اتنا یقینی اسے مان لینا که اللّٰه کے کلام کو جانچنے کا معیار مقرر کر دینا یه کفر نهیں تو بهلا کیا هے

۔

همارا تو وهی عقیده هے جو قران مجید نے دیا هے که قران مجید اللّٰه کے کلام هونے میں ذرا برابر بهی شک نهیں۔۔۔ایک لحظه کے لیے بهی شک نهیں۔۔۔کوئی توقف نهیں ۔۔۔۔چاهے سائنس مانے یا نه مانے۔۔۔۔سائنس تصدیق کرے یا تردید کرے همیں هر حال میں یهی عقیده رکهنا هے که قران مجید اللّٰه کا هی کلام هے جس میں کوئی شک و شبه کی جگه نهیں

-

القرآن:

ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۛۖ فِیۡہِ

یہ عظیم مرتبے والی کتاب قران مجید اللہ کی کتاب ھے جس میں کوئی شک و شبہ کی جگہ نہیں

(سورہ بقرہ ایت 2)

.

القران:

اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ مِّن ْرَّبِّکَ بِال ْحَقِّ فَلَا تَکُو ْنَنَّ مِنَ ال ْمُم ْتَرِی ْنَ

بے شک یہ قران مجید اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ھے اللہ کا کلام ھے تو) اے سننے والے پڑھنے والے (آپ اس میں ھر گز شک کرنے والے نہ بنیں

(سورہ انعام ایت 114)

.###############

تیسرا نظریہ *ذاکر نائیک کہتا ھے #3:

بعض لوگ کہتے ھیں قران سمجھنے کا کام صرف علماء کا ھے عام ادمی نہیں سمجھ سکتا۔۔۔۔اللہ تبارک و تعالی ایک سورت میں چار مرتبہ سورہ قمر میں کہتے ھیں کہ وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَھَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ہم نے قران کو سمجھنے کے لیے آسان بنایا، تو اللہ کی مانیں گے یا ان مسلمانوں کی

(حقیقت ذاکر نائیک ص 186 بتغیر یسیر)

.

!!جواب و تحقیق۔۔۔۔۔۔#

ذاکر نائیک نے گویا کہ ایک طرح سے ایت کا غلط معنی بتا کر معنوی تحریف کی ھے جو کہ ایک طرح سے کفر و گمراھی ھے

پھلی بات#

جب عام ادمی قران سمجھ سکتا ھے تو پھر اسے اپ ذاکر نائک صاحب مشورہ کیوں دیتے ھیں کہ میرا ترجمہ قران خریدو پڑھو سمجھو اور حدیث کو پڑھو سمجھو۔۔۔۔اپ سیدھا سیدھا کہہ دو کہ قران مجید کھولو اور خود سمجھ جاؤ میرے کتاب کی میرے ترجمے کی ضرورت ھی نہیں۔۔۔۔جب قران کو سمجھنے، کے لیے اپ کے ترجمے کی ضرورت ھے اور اپ کی تجویز کردہ احادیث کی کتب کی ضرورت ھے تو پھر اپ کا اپنا رد ھو گیا کہ عام ادمی سمپلی طور پر قرآن مجید نہیں سمجھ سکتا اسے قران سمجھنے کے لیے سہارے کی ضرورت ھے عالم کے

سھارے کی ضرورت ھے۔۔۔اخر ترجمه تو عالم ھی کرے گا ناں۔۔۔غیر عالم کا ترجمه تو معتبر ھی نھیں جیسے که نیچے تفصیل ائے گی

۔

دوسری بات#

آیات پاک و حدیث پاک کی تنسیخ تخصیص توضیح تفسیر و تشریح دوسری ایات و احادیث سے ھوتی ھے جس پر کئ دلائل و حواله جات ھیں ھم اختصار کے پیش نظر فقط ایک حدیث پاک پیش کر رھے ھیں

الحديث: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينسخ حديثه بعضه بعضا، كما ينسخ القرآن بعضه بعضا".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ و مخصوص)وتشریح (کر دیتی ھے۔جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ومخصوص)وتفسیر (ھو جاتی ھے

(مسلم حدیث 777)

لیھذا یه اصول یاد رھے که بعض آیات و احادیث کی تشریح تنسیخ تخصیص تفسیر دیگر آیات و احادیث سے ھوتی ھے....عام آدمی کے لیے اسی لیے تقلید کرنا اور علماء سے تشریح سمجھنا لازم ھے که اسے ساری یا اکثر احادیث و تفاسیر معلوم و یاد نھیں ھوتیں، مدنظر نھیں ھوتیں تو وہ کیسے جان سکتا ھے که جو ایت یا حدیث وہ

پڑھ رہاھے وہ کھیں منسوخ یامخصوص تو نھیں.....؟؟یااسکی تفسیر و شرح کسی دوسری آیت و حدیث سے تو نھیں.....؟؟

.

تیسری بات#

القران:

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

اھل ذکر) اچھی یاداشت وسیع علم والے معتبر علماء (سے پوچھو اگر تمھیں علم نھیں

(سورہ نحل ایت 43)

قران مجید میں قران سمجھنے کا بھی حکم ھے تو احادیث سمجھنے کا بھی حکم ھے خود ذاکر نائک صاحب بھی قران اور صحیح احادیث کی طرف رجوع کراتے ھیں اور کھتے ھیں قران سمجھو اور صحیح احادیث سمجھو عمل کرو تو احادیث کی تعداد کتنی ھے لاکھوں احادیث ھیں اور ایات مبارکہ کی تعداد کتنی ھے ھزاروں ایات مبارکہ ھیں اور اوپر ھم پڑھ چکے ھیں کہ ایک ایت دوسری ایت کی وضاحت کرتی ھے ایک حدیث کی وضاحت ایت سے اور حدیث سے ھوتی ھے اور اسی طرح ایک ایت کی وضاحت حدیث اور ایت سے ھوتی ھے ھمیں تو عام طور پر لوگوں کو علم نھیں ھوتا بلکہ ھمیں تو تھوڑا سا بھی علم نھیں ھوتا کیونکہ ھم تو

عربی جانتے ھی نہیں ھم تو ان کا ترجمہ بھی خود سے نہیں کر سکتے تو لازم ھے کہ ھمیں عام طور پر علم نہیں ھوتا اور جب علم نہیں تو ایت مبارکہ میں حکم ھے کہ اھل علم معتبر اھل علم جو ذکر والے ھوں جو یادداشت والے ھوں جو شعور و فکر و تدبر والے ھوں جو بہت ساری وسیع علوم کو جامع ھوں ان سے پوچھیں سمجھیں جبکہ ذاکر نائک صاحب کہتے ھیں علماء کی ضرورت نہیں ھے اب خود ھی ایت حدیث سمجھ کے جو من میں سمجھ میں ائے اس پر عمل کر لو۔۔۔۔۔۔۔جو کہ ایات و احادیث کے سراسر خلاف ھے

.

چوتھی بات#

الحدیث:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم

علم کی طلب ھر مسلمان پر ایک فریضہ ھے

(ابن ماجہ حدیث224)

علم کی طلب کس سے کریں گے علماء سے کریں گے تو اس حدیث پاک سے واضح ھے کہ ھم نے علماء سے علم سیکھنا ھے قران کو حدیث کو علماء سے سمجھنا ھے معتبر علماء سے سمجھنا ھے۔۔۔۔عام ادمی خود سے قران سمجھ لے یہ نہیں ھو سکتا اس کے لیے لازم ھے کہ وہ معتبر علماء سے علم حاصل کرے سمجھے جبکہ ذاکر

نائیک فرما رھے ھیں کہ علماء سے سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں ھے تم خود ھی سمجھ سکتے ھو۔۔۔۔یہ تو سیدھا سیدھا لوگوں کو گمراھی کی راہ پر چلانا ھے

۔

پانچویں بات#

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ": إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرَضِينَ؛ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا أَتَوْكُمْ، فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ تمہارے تابع ھیں، لوگ تمہارے پاس زمین کے گوشہ گوشہ سے علم دین حاصل کرنے کے لیے آئیں گے تو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے ساتھ بھلائی کرنا، خیر خواھی کرنا، خیال رکھنا

(ترمذی حدیث 2650)

اگر قران کو حدیث کو اسلام کو پڑھنا سمجھنا اتنا ھی اسان تھا تو رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کیا کرو گے کہ جس میں رسول کریم فرما رھے ھیں کہ لوگ تم سے پڑھنے کے لیے سمجھنے کے لیے ائیں گے اس حدیث پاک سے واضح ھوتا ھے کہ ھم اپنی طرف سے سمجھ نہیں سکتے ھمیں استاد کی علماء کی ضرورت ھے اور رھے گی جبکہ ذاکر نائک صاحب علماء سے لوگوں کو دور کر رھے ھیں اور گمراھی کی پٹڑی پر چڑھا رھے ھیں

چھٹی بات#

وَإِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللَّهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَلَا تُكَذِّبُوا بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَى عَالِمِهِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید اسکا بعض حصہ دوسرے بعض حصے کی تصدیق کرتا ھے تو قرآن کے بعض حصے کو بعض کی وجہ سے مت جھٹلاؤ جس کا تمھیں) قران و حدیث و سنت کے ذریعے (سمجھ آجائے تو وہ بات کھو) عمل کرو پھیلاؤ (جس کی تمھیں سمجھ نہ آئے تو وہ عالم) صحابہ کرام اھلبیت عظام تابعین مستند علماء اولیاء (کی طرف سپرد کرو، ان سے سمجھو

(مسند احمد حدیث 6741)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واضح حکم فرما رھے ھیں کہ تمھیں اگر علم نھیں اور یقینا ھمیں علم نھیں کیونکہ ھم عربی نھیں جانتے اگر ھم عربی جانتے بھی ھوں تو ساری احادیث ھمیں مدنظر نھیں ھوتی تو یقینا ھمیں علم نھیں تو ھم پر لازم ھے کہ ھم ایت و قرآن کے عالم محقق اور احادیث کے عالم و محقق کی طرف رجوع کریں۔۔۔ان سے سیکھیں سمجھیں کہ ایت کا کیا معنی ھے، کیا مفھوم ھے۔۔۔۔ حدیث کا کیا معنی ھے، کیا مفھوم ھے۔۔۔اپنے سے مطلب اور مفھوم نکالنے بیٹھ گئے تو گمراھی کفر کا دروازہ کھولنے کے برابر ھے

.

ذاکر نائک کی پیش کردہ ایت کی تحقیق#

القران

وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ

(سورہ قمر ایت 17)

-

ایک تفسیر یہ ھے کہ

سھلناہ للاذکار والاتعاظ

قران کو ھم نے نصیحت کے لیے اور وعظ کے لیے اسان کر دیا ھے) باقی تفسیر احکامات علم معلومات دقائق باریکیاں بھت علوم فنون اسان نہیں ھیں وہ قران کے ماھر عالم سے ھی سیکھی جا سکتی ھیں)

(تفسیر نسفی 3/402)

اور بھی کئی تفاسیر میں یہ تفسیر کی گئی ھے۔۔۔۔قران مجید میں ذکر کا لفظ ھے یعنی ھم نے قران کو ذکر کے لیے اسان کر دیا ھے قران میں یہ نہیں کہ ھم نے قران کو فھم کے لیے اسان کر دیا ھے مسائل دقائق نکالنے کے لیے اسان کر دیا ھے ایسا نہیں ھے

-

دوسری تفسیر:

مذکورہ بالا ایات واحادیث سے صاف ہوتاھے کہ قران کو ھم نے اس طرح اسان کر دیاھے کہ اس کے لیے علماء پیدا کر دیے ھیں اس کو سمجھنے کے لیے ماھرین پیدا کر دیے ھیں جنھوں نے کتابیں لکھ دی ھیں اپ ان سے اسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ھیں

-

:تیسری تفسیر

ایک تفسیر سیدنا سعیداور سیدنا ابن عباس وغیرہ سے یہ کی گئی ھے کہ قران کو حفظ کرنے کے لیے یاد کرنے کے لیے زبان پر لانے کے لیے پڑھنے کے لیے اسان کر دیاھے ورنہ کوئی انسان اللّٰہ کا کلام پڑھ نہ پاتا یاد نہ کر پاتا حفظ نہ کر پاتا یھی وجہ ھے کہ قران کے ھی اکثر حافظ ھیں باقی کتب کے حافظ نھیں ھیں

:وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْهُ أَيْضًا فِي قَوْلِهِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ قَالَ: لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ يَسَّرَهُ عَلَى لِسَانِ الْآدَمِيِّينَ مَا اسْتَطَاعَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ أَنْ يَتَكَلَّمُوا بِكَلَامِ اللَّهِ. وَأَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا مِثْلَهُ. وَأَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ قَالَ: هَلْ مِنْ متذكّر.

(تفسیر فتح القدیر 5/150)

اور بھی کئی کتب میں یہ تفسیر کی گئی ھے

ـ

.###################

:چوتھا نظریہ*ذاکر نائیک کھتاھے#4*

ھر کسی کے لیے فتوی دینا جائز ھے، اس لیے کہ فتوی کا معنی رائے دیناھے

(چنداھم عصری مسائل ص۔96۔95)

ـ

!!جواب۔و۔تحقیق۔۔۔۔۔۔۔#

یہ بات بھی ذاکر نائک کی کفریہ گمراہ کن نظریہ ھے

پھلی بات#

قران مجید میں ھے کہ اللہ فتوی دیتاھے تو کیا مطلب اللہ رائے دیتاھے یا حکم بیان فرماتاھے۔۔۔۔۔؟؟اُسی ایت کے شروع میں ھے کہ اللہ فتوی دیتاھے اور ایت کے اخر میں ھے کہ اللہ تعالی اسی طرح حکم بیان فرماتاھے تاکہ تم گمراہ نہ ھو جاؤ جس سے واضح ھوتاھے کہ فتوی کا معنی ھے حکم بیان کرنا۔۔۔۔جس ایت مبارکہ کی بات کر رھاھوں وہ یہ ایت مبارکہ ھے

:القران

قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ فِی الۡکَلٰلَۃِ ؕ اِنِ امۡرُؤٌا ہَلَکَ لَیۡسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَہٗۤ اُخۡتٌ فَلَہَا نِصۡفُ مَا تَرَکَ ۚ وَ ہُوَ یَرِثُہَاۤ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہَا وَلَدٌ فَاِنۡ کَانَتَا اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ ؕ وَ اِنۡ کَانُوۡۤا اِخۡوَۃً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ؕ وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ

(سورہ نساء ایت176)

-

#دوسری بات#

لغت کی کتابوں میں فتوی کا معنی دیکھتے ھیں لغت کی مشہور و معتبر کتاب تاج العروس میں ھے

أَفْتَى العالِمُ إِذا بَيَّنَ الحُكْم. ويقالُ: أَصْلُه مِن الفَتَى وَهُوَ الشابُّ القَوِيُّ

فتوی کا معنی ھے حکم بیان کرنا اور اس کی اصل فتی ھے جس کا معنی ھے جوان قوی طاقتور) گویا فتوی کا معنی ھوا طاقتور دلائل سے حکم بیان کرنا(

(تاج العروس39/212)

عام سی رائے دے دینا کہاں۔۔۔۔جاھل کی عام سی بات کہاں۔۔۔اور طاقتور دلائل سے فتوی دینا کہاں۔۔۔۔لھذا فتوی عالم طاقتور دلائل کی روشنی میں ھی دے سکتا ھے جاھل کو فتوی دینے کی ھرگز ھرگز اجازت نہیں ھے

-

تیسری بات#

الحدیث: فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جاھل) کم علم (فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ھوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے) لھذا ایسوں سے بچو (

(بخاری حدیث 100)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کو گمراہ قرار دے رھے ھیں جو بغیر علم کے ۔۔۔۔ بغیر مضبوط علم کے ۔۔۔۔ بغیر وسیع علم کے ۔۔۔۔ بغیر معتبر علم کے بغیر فتوی دیں تو وہ گمراہ ھے جبکہ

ذاکر نائک صاحب کھہ رھے ھیں کہ فتوی کوئی بھی دے سکتا ھے جائز ھے کھاں جائز اور کھاں گمراہ...... رسول کریم ان کو گمراہ کھیں اور ذاکر.... نائیک اس کو جائز کھے فیصلہ اپ کے ضمیر پر ھے

.

چوتھی بات#

الحدیث:

وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قران میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جھنم بنالے

(ترمذی حدیث 3451)

رائے دینے کو عموما رسول کریم نے گمراھی خطا جھنم کا ٹھکانہ قرار دیا اور جناب ذاکر نائک اسے جائز قرار دے رھے ھیں

.################

*5#پانچواں نظریہ*ذاکر نائیک کھتاھے:

اسلام کے ماننے والے اس بات کی پابند ھیں کہ وہ خود کو مسلمان کھیں۔۔۔جنھوں نے فرقے بنالیے ھیں جب ان سے کھا جاتاھے تم کون ھو تو کھتے ھیں میں سنی ھوں یا میں شیعہ ھوں اس طرح کچھ لوگ اپنے اپ کو حنفی شافعی مالکی یا حنبلی کھتے ھیں اور کوئی یہ کھتاھے میں دیوبندی ھوں یا بریلوی ھوں ایسے لوگوں سے پوچھا جا سکتاھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھے۔۔۔؟؟میں چاروں اماموں کا احترام کرتاھوں امام ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل سب کا احترام کرتاھوں لیکن ھمیں مسلمان کھلانا چاھیے

(حقیقت ذاکر نائک ص 196 الخ ملخصا)

-

!!جواب۔و۔تحقیق۔۔۔۔۔#

پهلی بات:

ذاکر صاحب اپ ایک طرف امام اعظم ابو حنیفه امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل کا احترام کرتے هیں اور جب یه اپنے اپ کو اهل سنت کهلواتے هیں تو بهی اپ ان کا احترام کر رهے هیں۔۔۔۔۔۔اپ کے مطابق یه ائمه اهل سنت کهلا کر قران کے خلاف جا رهے هیں بدعت کر رهے هیں تو پهر بهی قران کے خلاف جانے والے بدعتیوں کی عزت و تعظیم کر رهے هیں اپ احترام کر رهے هیں آپ۔۔۔۔۔؟؟حق پسند هوتے تو اللّٰه کے حکم کی جو خلاف ورزی کر رها هے اس کی اپ سر عام ڈنکے کی چوٹ پر مخالفت کرتے چاهے وه کتنا بڑا هی عالم کیوں نه هو لیکن اپ لگی لپٹی اس لیے کر رهے هیں تا که عوام سے جوتے نه کهانے پڑیں تا که ان کی عوام کو ورغلا کر اپنا گرویده بنایا جائے بڑے مکار هیں اپ۔۔۔۔۔۔۔!!

۔

دوسری بات#

القرآن:

حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا۔۔۔۔۔۔۔حضرت ابراهیم علیه السلام حنیف مسلم تهے

(ال عمران ایت 67)

ایت میں واضح دیکھا جا سکتا ھے کہ فقط مسلمان نہیں کہا گیا بلکہ مسلمان کے ساتھ ساتھ حنیف بھی کہا گیا ھے مطلب ھم مسلمان کہلانے کے ساتھ ساتھ حنیف بھی کہلا سکتے ھیں فقط مسلمان کھلوانا فرض نہیں

.

القرآن:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ

اے ایمان والو تقوی پرھیز گاری اختیار کرو اور صادقین) سچے مسلمانوں (کے ساتھ ھو جاؤ

(سورہ توبہ ایت 119)

دیکھا ایت میں مسلمانوں کو صادقین بھی کہا گیا ھے اور یہاں مزے کی بات یہ ھے کہ مسلمان لفظ بھی نہیں ھے صرف صادقین ھے یعنی ایسا لفظ کہ جو مسلمان سچے مسلمان ھونے پر دلالت کرے، سچے مسلمانوں کی ترجمانی کرے وہ لفظ استعمال ھو سکتا ھے لھذا صادقین کھہ سکتے ھیں تو اھل سنت بھی کھہ سکتے ھیں حنفی شافعی مالکی حنبلی بریلوی بھی کھہ سکتے ھیں کیونکہ جس طرح صادقین کا معنی ھے وہ مسلمان کہ جو سچے ھوں اسی طرح حنفی کا معنی ھے وہ مسلمان کے جو امام ابو حنیفہ کی انتخاب کردہ روایات و اجتہادات پر عمل کرے۔۔۔

۔

الحدیث:

شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا، فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقُلْتُ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ. فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ": فَهَلَّا قُلْتَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْأَنْصَارِيُّ؟

ایک صحابی فرماتے ھیں کہ میں رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ احد میں حاضر ھوا تو میں نے مشرکوں میں سے ایک شخص کو ضرب لگائی اور میں نے کھا کہ یہ لو میری طرف سے ضرب اور میں فارسی غلام ھوں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام میری طرف متوجہ ھوئے اور فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کھتے کہ یہ ضرب میری طرف سے لو اور میں انصاری غلام ھوں۔۔۔۔) ابوداود حدیث 5123)

صحابہ کرام کا انصار اور مھاجر کھلانا اور رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ان کو انصار اور صحابہ مھاجر کھنا روز روشن کی طرح واضح اور سب کو معلوم ھے۔۔۔۔ اگر فقط مسلم کھلانا لازم ھوتا تو رسول کریم فرماتے ھیں کہ یہ ضرب لو اور میں مسلمان غلام ھوں جبکہ اپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اسے انصاری غلام کھنے کی اجازت عطا فرمائی بلکہ تلقین کی تو انصاری غلام کھنے سے مسلمانیت کا تصور خود بخود اجاتا ھے گویا انصاری غلام کھنے کا مطلب ھوا میں مسلمان انصاری غلام ھوں تو لفظ مسلمان کو ھٹا کر فقط انصاری غلام کھہ سکتے ھیں

اسی طرح مسلم اهل سنت هوں مسلم حنفی هوں مسلم شافعی هوں مسلم مالکی هوں مسلم حنبلی هوں مسلم بریلوی هوں ان کا یهی معنی هے لیکن اگر مسلم هٹا کر حنفی شافعی سنی بریلوی حنبلی وغیره کچھ کهنا فرقه واریت نهیں هے یه بالکل جائز هے

-

سیدنا ابن عباس نے جنتی جماعت کے متعلق فرمایا که وه اهل السنة والجماعة هیں اور اس پر کسی صحابی نے اعتراض نه کیا...ظاهر هے اس وقت صحابه کرام تابعین عظام اهل السنة والجماعة کهلواتے تھے تبھی تو انهی جنتی کها گیا

دلیل:

عباس رضي الله عنهما في قوله تعالى: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ] آل عمران:106[؛"فأما الذين ابيضت وجوههم: فأهل السنة والجماعة وأولوا العلم وأما الذين اسودت وجوههم: فأهل البدع والضلالة

سیدنا

ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه فرماتے هیں که قیامت کے روز اهل السنة والجماعة کے چهرے چمکتے هونگے) که یهی فرقه بر حق و جنتی صحابه تابعین وغیره اهل حق کا فرقه هے (اور بدعتیوں کے چهرے کالے هونگے

(تفسير القرطبي 4/167)

(الشريعة للآجري روايت 2074)

(تفسير ابن كثير ط العلمية 2/79

(تفسير ابن أبي حاتم، الأصيل 3/729)

(الدر المنثور في التفسير بالمأثور 2/291)

(تاريخ جرجان ص 132)

(العرش للذهبي 1/27)

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة اللالكائي 1/79)

.

والأساس الذي تبنى عليه الجماعة، وهم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ورحمهم الله أجمعين، وهم أهل السنة والجماعة

جماعت و كثرت سے مراد صحابہ کرام کی اکثریت ہے کہ وهی صحابہ کرام اهل السنة والجماعة تهے

(كتاب شرح السنة للبربهاري ص 35)

.

سموا أنفسهم معتزلة ... أهل السّنة وَالْجَمَاعَة يَقُولُونَ إِن الله وَاحِد قديم

انهوں نے اپنا نام معتزلہ رکھا ان کے مقابلے میں) صحابہ تابعین (اہل السنۃ والجماعۃ کہلائے جو کہتے تھے کہ اللّٰہ واحد ھے ھمیشہ سے ھے

(التنبیہ والرد علی أھل الأھواء والبدع ص 36)

.

وقال عكرمة} ...إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ :{أهل السنة والجماعة

سیدنا عکرمہ فرماتے ھیں جس پر اللّٰہ رحم کرے سے مراد اھل السنۃ والجماعۃ ھیں

(التفسير البسيط للواحدى 11/588)

(الاعتصام 1/92 نحوه)

.

وَكَذَلِكَ الْخَلِيفَةُ الرَّابِعُ وَهُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ سَيْفُهُ فِي الْخَوَارِجِ سَيْفَ حَقٍّ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ, فَأَعَزَّ اللَّهُ الْكَرِيمُ دِينَهُ بِخِلَافَتِهِمْ, وَأَذَلُّوا الْأَعْدَاءَ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ, وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ, وَسَنُّوا لِلْمُسْلِمِينَ السُّنَنَ الشَّرِيفَةَ, وَكَانُوا بَرَكَةً عَلَى جَمِيعِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ, وَالْجَمَاعَةِ

یعنی

،چوتھے خلیفه سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ھیں جنھوں سے خوارج سے جهاد کیا
خوارج سے جهاد قیامت تک جاری رھے گا، خوارج وغیره ناحق و باطل کے مقابلے
میں صحابه کرام تابعین عظام اهل السنة والجماعة تھے

(الشريعة للآجري تحت روايت 1176)

•

ما وقعت في الأُمة بذور البدع في الإرجاء، والقدر، والتشيع

فتميزت جماعة المسلمين باسم: أَهل السنة، وأَهل السنة والجماعة

جب

مرجئه قدریه شیعه خوارج وغیره باطل فرقے ظاهر هوے تو مسلمانوں)صحابه کرام
تابعین عظام وغیره (نے اپنا نام اهل السنة والجماعة رکھ لیا اور اسی سے امتیازیت
حاصل کی

(عقيدة السلف-مقدمة أبي زيد القيرواني ص 21)

•

1...امام اشعری نے فرمایا

.وقال قائلون: وهم أهل السنة والجماعة: هو في العشرة وهم في الجنة لا محالة

أهل السنة والجماعة کہتے ھیں کہ عشرہ مبشرہ قطعی جنتی ھیں)...مقالات (الإسلاميين ت زرزور 2/352

•

2 امام ترمذی کافرمان۔۔۔۔:

وَهَكَذَا قَوْلُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالجَمَاعَةِ

اسی طرح کاقول ھے أهل السنة والجماعة کا

(سنن الترمذي ت بشار 2/44)

•

3 امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ھیں۔۔۔۔:

وَهُوَ قَول اهل السّنة وَالْجَمَاعَة

(الفقه الأكبر, أبو حنيفة النعمان, page159)

•

4 امام شیبانی فرماتے ھیں۔۔۔۔

ثمَّ الْمَذْهَب عِنْد جُمْهُور الْفُقَهَاء رَحِمهم الله من أهل السّنة وَالْجَمَاعَة أَن الْكسْب بِقدر مَالا بُد مِنْهُ فَرِيضَة

جمہور و اکثر فقہاء أهل السنة والجماعة کا مذہب ہے کہ بقدر ضرورت کمانا فرض ہے

(کتاب الکسب لمحمد بن الحسن الشیبانی ص 44)

.

5 ـــــ) اعلم (أن الناجي من هذه الأمة أهل السنة والجماعة وذلک بفتوی النبي صلّی الله علیه وسلم لما سئل من الناجي قال ما أنا علیه وأصحابي

جان لو کہ

نجات والا فرقہ وجماعت أهل السنة والجماعة ہی ہے کہ نبی پاک نے فرمایا کہ نجات وجنت والا وہ ہے جو میرا اور میرے صحابہ کا پیرو کار ہو

(مفید العلوم ومبید الهموم ص 66)

.

6 ـــــ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ ثَالِثَةٌ وَهُمُ الْجُمْهُورُ الْأَعْظَمُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

جمہور اعظم أهل السنة والجماعة ہیں

(تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزي 2/529)

•

7 ـــــ وَأَدْرَكْنَا عَلَيْهِ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

انہی عقائد بر حقہ پر أهل السنة والجماعة کو ہم نے پایا

(صریح السنة للطبري ص 20)

•

8 ـــــ اعلموا رحمنا الله وإياكم أن مذهب أهل الحديث أهل السنة والجماعة

الإقرار بالله وملائكته وكتبه ورسله

جان لو کہ

أهل السنة والجماعة کا عقیدہ ھے کہ اللّٰہ ملائکہ کتب سماوی اور رسولوں پر

ایمان لانے کا اقرار کیا جائے

(اعتقاد أئمة الحديث ص 49)

•

9 ـــــ ولكنه شيء لقيت فيه العلماء بمكة والمدينة والبصرة والشام فرأيتهم على

السنة والجماعة

یعنی

مکه مدینه بصره شام وغیره ممالک و علاقوں میں أهل السنة والجماعة سے یهی پایا

هے

(الجامع لعلوم الإمام أحمد 3/595 ملتقطا)

•

10ـــــوَهَذَا المَذْهَبُ هو الصحيح، وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ السنة وَالجَمَاعَةِ

یهی مذهب صحیح هے جو أهل السنة والجماعة کا هے

(شأن الدعاء 1/8)

•

11...: وَيَعْصِمَنَا مِنَ الْأَهْوَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْآرَاءِ الْمُتَفَرِّقَةِ وَالْمَذَاهِبِ الرَّدِيَّةِ مِثْلِ:
الْمُشَبِّهَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَالْجَهْمِيَّةِ وَالْجَبْرِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الَّذِينَ
خَالَفُوا السنة والجماعة

یعنی

اللہ کریم همیں مشبه معتزله جهمیه جبریه قدریه وغیره ردی فرقوں سے بچائے أهل
السنة والجماعة کے ساتھ رکھے

(متن الطحاوية ص 87)

•

12....مَعَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَارْجُهُ

جو

أهل السنة والجماعة کے ساتھ هو اس کے جنتی هونے کی امید رکھ

(الإبانة الكبرى لابن بطة 1/205)

.

13....ألا تُصلّ إلا خلفَ مَن تَثِقُ به وتعلمُ أنَّه مِن أهلِ السُّنةِ والجماعةِ

خبردار

أهل السنة والجماعة کے هی پیچھے نماز پڑھنا

(المخلصيات 4/82)

.

مذکورہ حوالہ جات سے باخوبی وروز روشن کی طرح ظاہر وثابت ہو گیا کہ

صحابہ کرام تابعین عظام و دیگر اسلاف اهل السنة والجماعة بهی کهلواتے تهے اور

حدیث پاک کی روشنی میں قران کی روشنی میں ہم نے یہ بهی ثابت کیا کہ ایسا

کوئی لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے جو لفظ مسلمان کی ترجمانی کرے اور

اهلسنت والجماعة کهلوانا سنی کهلوانا حنفی شافعی حنبلی مالکی ماتریدی

اشعری بریلوی نقشبندی قادری سهروردی چشتی وغیرہ بهت کچھ نام استعمال کیے جاسکتے هیں یہ فرقہ واریت نهیں هے

نوٹ#

اگر کوئی سوال کرے کہ مسلمانوں میں اتنے سارے نام هیں اتنے سارے فرقے هیں هم کس کے پیچھے جائیں تو اس کے جواب میں اپ غیر مسلم و مسلم کو کهہ سکتے هیں کہ یہ نام بطور پهچان هیں۔۔۔یہ سارے کے سارے اهل سنت مسلمان هیں ان میں سے جس جس کی چاهیں پیروی کریں کوئی حرج نهیں

.

*ذاکر نائک کا سوال کہ نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سنی تهے یا# شیعہ تهے یا حنبلی تهے یا شافعی تهے یا حنفی تهے یا مالکی تهے یا دیوبندی تهے یا بریلوی تهے۔۔۔؟؟*اس سوال کا جواب ملاحظہ کیجئے

۔

جواب1:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین هیں تو کیا هم بهی رحمۃ للعالمین کهلوانا شروع کردیں.....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الشان رسول هیں تو کیا هم بهی رسول کهلانا شروع کردیں۔۔۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے 99 نام هیں تو کیا وہ سارے نام هم اپنے فرقے کے رکهنا شروع کردیں......؟؟

.

جواب2:

دیکھیے رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ھے کہ میری امت فرقوں میں بٹے گی سارے فرقے جھنمی ھوں گے سوائے ان کے کہ جو جماعت ھیں جو میری سنت پر عمل کرتے ھیں اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل کرتے ھیں

الحدیث:

وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ، إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً. "قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل کے 72 فرقے ھوئے تھے میری امت 73 فرقوں میں بٹے گی سارے فرقے جھنمی ھیں سوائے ایک جماعت کے۔۔۔۔صحابہ کرام نے عرض کی وہ کون ھیں کہ جو جنت ھی گروہ ھے تو اپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا نجات و حق والا جنتی فرقہ گروہ جماعت وہ ھے جو میرا اور میرے صحابہ کا پیروکار ھو

(سنن الترمذي ت شاكر, 5/26 حديث 2641)

(نحوہ فی المستدرک للحاکم, 1/218 حدیث 444)

(نحوہ فی الشریعة للآجري ,1/307 حدیث 23)

(المعجم الكبير للطبراني ,14/52 حدیث 14646)

(نحوہ فی الترغیب والترھیب ,1/529)

-

تو اس حدیث پاک میں یہ اشارہ کر کے بتایا جا رھا ھے کہ دوسرے فرقے بھی اپنے اپ کو مسلمان کھیں گے تو تم بھی مسلمان کھلاو گے تو تم میں اور ان میں فرق کیا رھے گا۔۔۔۔لوگ پھچان نہ پائیں گے حالانکہ قران مجید میں حکم ھے کہ

القرآن..ترجمہ:

حق سے باطل کو نا ملاو

(سورہ بقرہ آیت 42)

-

تو جنتی فرقے اور جھنمی فرقے میں کچھ تو فرق ھونا چاھیے نام میں فرق ھونا چاھیے تا کہ لوگ نام سے ھی پھچان جائیں کہ کون جنتی ھے کون جھنمی ھے تو جب اھل بدعت جھنمی فرقے اپنا نام مسلمانوں والا رکھنا شروع کر دیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں یہ اشارہ ھے ایات میں یہ اشارہ ھے کہ اپ ایسا نام رکھ لیں کہ جو مسلمان ھونے کی بھی طرف اشارہ کرے اور بر حق فرقے ھونے کی

بھی طرف اشارہ کرے اور اپ ایسا نام بھی رکھ سکتے ھیں جو اپ کی پھچان بن سکے لھذا گویا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اجازت عطافرمادی کہ اپ حنفی شافعی سنی مالکی حنبلی حنفی ماتریدی اشعری وغیرہ القابات ایسے رکھ سکتے ھیں کہ جو عرف عام میں اس چیز کی نمائندگی ترجمانی کرتے ھوں کہ یہ مسلمانوں کے برحق فرقوں میں سے ھے۔۔۔۔جب رسول کریم کی اجازت اگئی ایات واحادیث سے اجازت ثابت ھو گئی تو پھر یہ سوال کرنا فالتو ھے کہ رسول کریم کیا کھلاتے تھے کیونکہ رسول کریم کے زمانے میں تو جھنمی فرقے نھیں تھے۔۔۔۔۔۔؟؟

###############

:چھٹا نظریہ*ذاکر نائیک کھتا ھے #6*

اسلام عورت اور مرد کی برابری میں یقین رکھتا ھے...قران مجید میں جو ھے کہ مرد قوام ھیں اور انھیں درجہ حاصل ھے تو اس کا مطلب ھے کہ ذمہ داری میں مرد کو درجہ زدہ حاصل ھے کہ اس کی ذمہ داری زیادہ ھے نہ کہ فضیلت میں....جیسے کہ تفسیر ابن کثیر میں ھے

(حقیقت ذاکر نائک ص301ملخصا)

-

!!جواب۔و۔تحقیق۔۔۔۔۔۔#

ذاکر نائک صاحب کا یہ نظریہ بھی لزوم کفر و گمراھی پر مبنی ھے....اور قران مجید کی من مانی تفسیر کرنے کے مترادف ھے تحریف کرنے کے مترادف ھے کیونکہ کسی بھی مفسر نے ایسی تفسیر نہیں کی جو ذاکر نائک نے کی ھے

۔

پھلی بات#

القرآن:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ

مرد عورتوں پر افسر ھیں کیونکہ اللّٰہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ھے

(سورہ نساء ایت 34)

ایت میں بالکل واضح ھے کہ عورت اور مرد برابر نہیں ھے فضیلت کے معاملے میں۔۔۔۔بلکہ اللّٰہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ھے اب اللّٰہ نے کس کو کس پر فضیلت دی ھے؟مرد کو عورت پر فضیلت دی ھے یا عورت کو مرد پر فضیلت دی ھے یہ مفسرین اور دیگر احادیث و ایات سے قران مجید کے سیاق و سباق سے سمجھنے کی کوشش کرتے ھیں لیکن یھاں سے ذاکر نائیک کا دوٹوک رد ھو گیا کیونکہ وہ فضیلت کا قائل نہیں جب کہ ایت مبارکہ دوٹوک فضیلت قرار دے رھی ھے

۔

کس کو کس پر فضیلت ھے ھم مفسرین سے دکھائیں تو اس سے بھتر یہ ھے کہ اس تفسیر سے دکھائیں جس تفسیر کا ذاکر نائیک صاحب حوالہ دے رھے ھیں یعنی تفسیر ابن کثیر تو لیجئے پڑھیے

-

، بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ أَيْ لِأَنَّ الرِّجَالَ أَفْضَلُ مِنَ النِّسَاءِ وَالرَّجُلُ خَيْرٌ مِنَ الْمَرْأَةِ، وَلِهَذَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ مُخْتَصَّةً بِالرِّجَالِ، وَكَذَلِكَ الْمُلْكُ الْأَعْظَمُ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ» 1 «مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، وَكَذَا مَنْصِبُ الْقَضَاءِ وَغَيْرُ ذَلِكَ. ـ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوالِهِمْ أَيْ مِنَ الْمُهُورِ وَالنَّفَقَاتِ وَالْكُلَفِ الَّتِي أَوْجَبَهَا اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَهُنَّ فِي كِتَابِهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَالرَّجُلُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَرْأَةِ فِي نَفْسِهِ

امام ابن کثیر فرماتے ھیں کہ ایت میں ھے کہ بعض کو بعض پر فضیلت ھے یعنی مرد افضل ھیں عورتوں سے یھی وجہ ھے کہ نبوت خاص ھے مردوں کے ساتھ اور اسی طرح سربراھی منصب وغیرہ بھی خاص ھیں مردوں کے ساتھ کیونکہ حدیث پاک میں ھے بخاری کی حدیث ھے کہ وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس نے سربراھی عورت کو سونپی اور فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ھے کہ مرد بھت زیادہ خرچے اٹھاتا ھے بھت زیادہ تکالیف اٹھاتا ھے بھت زیادہ ذمہ داریاں اٹھاتا ھے اور عورت کو اس کے تابع بنایا گیا ھے اس کی ذمہ داری میں دیا گیا ھے اور عورت پر لازم قرار دیا گیا ھے کہ

وہ مرد کی اطاعت کرے تو ان تمام چیزوں سے یہ واضح ہوتا ھے کہ فی نفسہ مرد افضل ھے عورت سے

(تفسیر ابن کثیر 2/256)

•

القرآن

لِلرِّجَالِ عَلَیۡهِنَّ دَرَجَةٌ۔۔۔۔اللّٰہ تعالی فرماتا ھے کہ مردوں کو عورتوں پر درجہ حاصل ھے

(سورہ بقرہ ایت 228)

•

ذاکر نائک صاحب نے کہا ھے کہ تفسیر ابن کثیر میں بھی ھے کہ ان کو یعنی مردوں کو جو درجہ حاصل ھے وہ درجہ فضیلت میں نھیں بلکہ ذمہ داری میں ایک درجہ زیادہ درجہ حاصل ھے تو ائیے ابن کثیر کی اصل عبارت پڑھتے ھیں

وَقَوْلُهُ وَلِلرِّجالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ أَيْ فِي الْفَضِيلَةِ فِي الْخُلُقِ والخلق وَالْمَنْزِلَةِ ،وَطَاعَةِ الْأَمْرِ وَالْإِنْفَاقِ وَالْقِيَامِ بِالْمَصَالِحِ وَالْفَضْلِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

علامہ ابن کثیر فرماتے ھیں کہ مردوں کو ایک درجہ حاصل ھے یعنی خلق میں ایک درجہ حاصل ھے فضیلت میں منزلت میں معاملے کی اطاعت میں خرچ کرنے میں ذمہ داری اٹھانے میں ایک درجہ حاصل ھے اور دنیا اور اخرت میں مردوں کو فضیلت میں ایک درجہ حاصل ھے

(تفسیر ابن کثیر 1/459)

اپ دیکھ سکتے ھیں تفسیر ابن کثیر میں دوٹوک الفاظ میں لکھا ھے کہ دنیا اور اخرت میں مجموعی طور پر مردوں کو فضیلت حاصل ھے افضلیت حاصل ھے ھم نے سنا تھا کہ ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب حوالہ جلد نمبر وغیرہ سب کچھ بتا دیتے ھیں لیکن اس میں وہ بات ھوتی نھیں ھے اس کا ایک نمونہ تو ادھر اپ نے دیکھ لیا باقی اللہ ھی بہتر جانتا ھے

.

.###############

ساتواں نظریہ #7️⃣

ایک سوال ھوا کہ کیا حضور انتقال فرما گئے ھیں یا زندہ ھیں جیسے شھید زندہ ھیں ذاکر نائک جواب میں کہتے ھیں شھید دنیا میں زندہ نھیں بلکہ اخرت میں زندہ ھیں جسمانی لحاظ سے حضور وفات پا چکے ھیں اور زندہ نھیں ھیں

(حقیقت ذاکر نائیک ص 349)

•

#ـــــــتحقیق و جواب!!

ذاکر نائک کے جواب سے واضح ھے کہ رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم شھید کے طرح زندہ ھیں یعنی اخرت میں زندہ ھیں جسمانی لحاظ سے وفات پا چکے ھیں جس سے واضح ھوتا ھے کہ ان کا مقصد ھے کہ قبر مبارک میں رسول کریم کا جسم مبارک زندہ نہیں ھےـــــ کسی بھی نبی کا جسم مبارک زندہ نہیں ھے بلکہ وہ اخرت میں زندہ ھیں جیسے شھیدا اخرت میں زندہ ھیں.....ذاکر نائک کا یہ عقیدہ بھی لزوم کفر اور گمراہ کن ھے کیونکہ ایات و احادیث و دیگر دلائل کی بنیاد پر علمائے اھل سنت علماءاسلام کا اجماع ھے کہ انبیاء کرام کی حیات جسم مبارک کے ساتھ تواتر کے ساتھ ثابت ھے اور تواتر کا انکار کرنا اجماع کا انکار کرنا لزوم کفر و گمراھی ھے

الحدیث:

① مررت – على موسى ليلة أسري بي عند الكثيب الأحمر، وهو قائم يصلي في قبره

ترجمہ:

(نبی پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرماتے ھیں کہ (معراج کی رات میں موسی علیہ السلام کے پاس سے گذرا، وہ کثیب احمر کے نزدیک اپنی قبر مبارک میں کھڑے نماز پڑھ رھے تھے

(صحیح مسلم حدیث 2375)

.

② معراج کی رات انبیاء کرام سے ملاقات کرنا اور انبیاء کرام کا مرحبا کھنا اور پھر حضرت موسی علیہ السلام کا رونا اور نمازیں کم کروانے کا مشورہ دینا، یہ سب حدیث پاک میں ھے جسکو امام بخاری نے بھی روایت کیا ھے

(دیکھیے صحیح بخاری حدیث نمبر 3887)

.

③ الحدیث:

دخلت بيت المقدس فجمع لي الأنبياء عليهم السلام, فقدمني جبريل حتى أممتهم

ترجمہ:

(نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ھین کہ معراج کے سفر کے دوران (میں بیت المقدس) جو فلسطین میں ھے (داخل ھوا تو میرے لیے انبیاء کرام علیھم السلام کو جمع کیا گیا اور جبرائیل نے مجھے آگے کر دیا حتی کہ میں نے تمام انبیاء کرام کو نماز پڑھائی) جماعت کرائی (

(سنن نسائی حدیث 450)

.

الحدیث 4:

إن الله عز وجل حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء

بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ھے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے)...ابوداؤد حدیث 1047(

یہ حدیث پاک ایک نھین بلکہ بھت ساری کتابوں میں موجود ھے حتی کہ انھیں کے محدث وقت البانی کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ یہ حدیث صحیح ھے

.

ایک اور حدیث پاک میں مزید وضاحت ھے کہ 5

الحدیث:

وبعد الموت، إن الله حرم علی الأرض أن تأكل أجساد الأنبیاء، فنبي الله حي یرزق

میری وفات کے بعد بھی تمھارا درود مجھ تک پھنچے گا کیونکہ بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ھے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے، تو اللہ عزوجل کے انبیاء کرام وفات کے بعد بھی زندہ ھوتے ھیں، رزق دیے جاتے ھیں

(ابن ماجہ حدیث 1638)

یہ حدیث پاک بھی کئ کتابوں مین موجود ھے....نجدیوں سے پھلے کے مستند علماءنےاس حدیث سے دلیل پکڑی ھے، اسلام کو آئے ھوئے کوئی چودہ سو سال ھوئے ھیں جبکہ نجدی تو کوئی دو سو سال کی پیداوار ھیں، ان سے پھلے کے علماء کرام نےاس حدیث پاک کی سند کے متعلق لکھاھے کہ :

وقال المنذری رواہ ابن ماجہ بإسناد جید.وقال المناوی قال الدمیری:رجالہ ثقات

ترجمہ:

امام منذری فرماتے ھیں کہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیاھے جسکی سند جید) بھترین (ھےاور امام مناوی نے امام دمیری کے حوالے سے لکھا کہ اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ھیں)لیھذایہ حدیث ضعیف نھیں(

(حاشیہ جامع الاحادیث 5/375)

-

اھم_نوٹ#

ان احادیث مبارکہ میں غور کیجئے... کسی حدیث پاک میں ھے کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ ھیں رزق دیے جاتے ھیں نماز پڑھتے ھیں اور کسی حدیث پاک میں ھے کہ رسول کریم نے سب انبیاء کرام کو بیت المقدس پہ نماز پڑھائی اور ایک اور حدیث پاک میں ھے کہ ھر اسمان پہ نبی کریم کی ملاقات کسی نہ کسی نبی سے ھوئی....اس سے صاف پتہ چلتاھے کہ انبیاء کرام علیھم السلام قبروں میں زندہ ھیں

لیکن قبروں میں قید نہیں ھیں .....وہ جب چاھیں جس وقت چاھیں اللّٰہ کے حکم سے کسی بھی جگہ جا سکتے ھیں، رہ سکتے ھیں

.

حياة الأنبياء في قبورهم قال السيوطي في مرقات الصعود تواترت بها الأخبار وقال في أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء ما نصه حياة النبي صلى الله عليه وسلم في قبره وسائر الأنبياء معلومة عندنا علماً قطعياً لما اقام عندنا من الأدلة في ذلک وتواترت به الأخبار الدالة على ذلک

ظاھری وفات کے بعد قبر مبارک میں انبیاء کرام اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ھیں یہ نظریہ متواتر ھے جیسے کہ امام سیوطی بھی فرماتے ھیں کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا قبروں میں زندہ ھونا قطعی علم کے ساتھ ثابت ھے کیونکہ اس متعلق دلائل قطعی متواتر ھیں

(نظم المتناثر ص126)

.

"وفي "المحيط:"من أنكر الأخبار المتواترة في الشريعة كفر، "شرح فقه أكبر ونحوه في "الهندية "عن الظهيرية .وتوارده الأصوليون في باب السنة، .فصار منكر المتواتر ومخالفه كافراً" .أصول بزدوى "و"الكشف ."مأخوذ من "الفتح

قران اور احادیث سے یہ قاعدہ اصول ثابت اور متفقہ بین المعتبرین ھے کہ: جو شخص شرعی متواتر کاانکار کرے تو اس سے کفر لازم اتاھے ایساھی کچھ لکھا ھے محیط میں شرح فقہ اکبر میں فتاوی عالمگیری میں فتوی ظھیریہ میں اصول بزدوی میں کشف میں جیسے کہ فتح القدیر میں دیکھا جا سکتاھے اور ایساھی کچھ قاعدہ قانون اصولی علماء نے اپنی کئ کتب میں جا بجا لکھا ھے

(إكفار الملحدين في ضروريات الدين ص 65 ملخصا)

.

.##############

*اٹھواں نظریہ #8

ذاکر نائیک سے سوال ھوتا ھے کہ اخر کار)یعنی سزا بھگت کر (مسلمان جنت چلا جائے گا۔۔۔؟؟ ڈاکٹر ذاکر نائک کھتے ھیں کوئی بھی قران کا لفظ نھیں نہ حدیث میں ھے۔۔۔قران میں لکھا ھے سورہ عصر میں کہ چار چیزیں ھونا شرط ھیں

ایمان۔۔۔نیک اعمال۔۔۔حق کی تلقین۔۔۔صبر کی تلقین

(حقیقت ذاکر نائیک 355)

.

#۔۔۔۔۔۔۔جواب و تحقیق!!

ذاکر نائک نے قران مجید کی غلط تشریح کر کے تحریف معنوی کا ارتکاب کیا ھے اور کئی احادیث کو جھٹلایا ھے بلکہ دیکھا جائے تو ایتوں کو بھی جھٹلایا ھے لھذا یہ ذاکر نائک کا سراسر کفریہ نظریہ ھے میں نے ذاکر نائک کی اس متعلق ایک ویڈیو بھی یوٹیوب پے دیکھی وھاں بھی اس نے کچھ ایسا ھی کھا کہ گویا یہ چار پیپر پاس کرنا شرط ھے اگر ایک پیپر میں بھی فیل ھو گیا تو اس کے لیے جنت نھیں ھے اگر ایک پیپر نیک عمل نھیں اگر چہ ایمان ھو وہ جنت نھیں جائے گا اسی طرح وہ کھتا ھے کہ جنت جانے کے لیے چار پیپر کا میں پاس ھونا ضروری ھے ایمان ھونا پھلا پیپر ۔۔۔۔دوسرا پیپر نیک اعمال تیسرا پیپر حق کی تلقین۔۔۔چوتھا پیپر صبر کی تلقین

حالانکہ

قران اور احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو بات بالکل واضح ھو جاتی ھے کہ جنت کے لیے ایک شرط ھے اور وہ ھے ایمان لانا باقی نیک اعمال کرنا شرط نھیں حتی کہ گناہ گار سزا پا کر جھنم میں سزا پا کر اللہ کی مرضی سے یا شفاعت سے اخر کار جنت ضرور جائے گا۔۔۔۔اگر نیک اعمال شرط ھوتے تو وہ کبھی بھی جنت نہ جا پاتا حتی کہ علماء نے دوٹوک فرمایا ھے کہ گنھگار مسلمان جس نے نیک اعمال نہ کیے ھوں) نہ صبر کی تلقین کی ھو نا حق کی تلقین کی ھو تو (اگر چہ اسے ان کرتوتوں

کی سزا ملے گی مگر اخر کار جنت میں ضرور جائے گا یہ متواتر ایات و احادیث سے ثابت ھے جسکا انکار کفر و گمراھی ھے

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِہِمۡ ؕ وَ لِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا.....لِّیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا

اللّٰہ کریم فرماتا ھے کہ اللّٰہ تو وہ عظیم ذات ھے کہ جس نے سکینہ کو نازل کیا مومنین کے دلوں میں تا کہ ان کا ایمان بڑھ جائے تا کہ اللّٰہ تعالی مومنوں کو جنت میں داخل کرے

(سورہ فتح ایت 4۔5)

اس ایت مبارکہ میں جنت میں داخل کرنے کے لیے ایمان کے علاوہ کوئی شرط نہیں رکھی گئی جبکہ ذاکر نائک ایت کی غلط تشریح کرتے ہوئے کھتا ھے کہ جنت میں جانے کے لیے دیگر تین شرائط اور بھی ھیں

•

أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ

نبی کریم صلی اللّٰه علیه وسلم نے ارشاد فرمایا که جنت میں صرف مسلمان هی داخل هوں گے

بخاری حدیث 6528

مسلم حدیث 221

-

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ: أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ

رسول کریم صلی اللّٰه علیه وسلم نے ارشاد فرمایا که یه تشریق کے دن کھانے پینے کے دن هیں اور سنو مومن کے علاوه کوئی جنت نهیں جائے گا

نسائي حديث 4994

-

أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي "أَوْ قَالَ": بَشَّرَنِي أَنَّهُ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. "قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ": وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ

نبی کریم صلی اللّٰه علیه وسلم ارشاد فرماتے هیں که اللّٰه کی طرف سے مجھے بشارت ملی که جو ایمان لائے گا شرک نه کرے گا وه جنت میں داخل هو گا، نبی

کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرماتے ھیں میں نے کہا کہ اگر چہ وہ زنا کرے چوری کرے تو کہاھاں وہ اخر کار جنت جائے گا اگر چہ اس نے چوری کی ھو اور زنا کیا ھو

بخاری حدیث 1237

•

اس قسم کی کئ احادیث اور بھی بہت ساری کتب میں موجود ھیں

•

ان احادیث شریف میں بھی ایمان کے علاوہ کسی اور چیز کو شرط قرار نہیں دیا گیا اگر چہ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ھمیں نیک اعمال کی ضرورت نہیں بلکہ دیگر احادیث میں ھے کہ جو نیک اعمال نہیں کرے گا برے اعمال کرے گا اسے سزا ملے گی لیکن سزا کے بعد سزا بھگتنے کے بعد اللّٰہ کی رحمت سے اللّٰہ کے وعدے کے تحت وہ جنت میں ضرور جائے گا بلکہ اللّٰہ اللّٰہ چاھے تو اسے اپنی رحمت خاصہ سے بخش دے یا مومنوں کی شفاعت سے یا رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اسے بخش دے اور جھنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادے

•

،يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کلمہ پڑھا یعنی ایمان لایا وہ جھنم سے نکال دیا جائے گا جنت میں داخل کر دیا جائے گا

(بخاری حدیث 44)

-

أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ

جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ھو اس کو جھنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دو

(بخاری حدیث 22)

-

اس قسم کی اور بھی بھت ساری احادیث بھت ساری کتب میں موجود ھیں

ان احادیث پاک میں دو باتوں کا ذکر ھے ایک یہ کہ گناھوں کی وجہ سے زنا چوری شراب نوشی وغیرہ گناھوں کی وجہ سے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مختلف گناھوں ظلموں کرتوتوں کی وجہ سے مسلمان جھنم کی سزا پائے گا لیکن سزا بھگتنے کے بعد وہ جنت میں ضرور جائے گا

.

وقد تواترت النصوص بأنّ العصاة من الموحدين مآلهم إلى الجنّة

اور متواتر نصوص و احادیث ھیں کہ ایمان والے مگر گنھگار ھوں تو وہ اخر کار جنت ھی جائیں گے

کتاب طریق الھجرتین وباب السعادتین 1/413

•

ذكر السيوطي وغيره أنها متواترة وفي مطالع المسرات ما نصه وأما العصاة من - المؤمنين فالأحاديث في عدم تخليد المؤمن العاصي في النار زائدة على حد التواتر

گنھگار مومنین کا جنت میں جانا اور جھنم میں ھمیشہ نہ رھنا متواتر سے بھی زیادہ بڑھ کر اس کے متعلق احادیث و ایات ھیں

کتاب نظم المتناثر ص 240

•

"وفي "المحيط: "من أنكر الأخبار المتواترة في الشريعة كفر، "شرح فقه أكبر ونحوه في "الهندية "عن الظهيرية. وتوارده الأصوليون في باب السنة، .فصار منكر المتواتر ومخالفه كافراً". أصول بزدوى "و"الكشف. "مأخوذ من "الفتح

قران اور احادیث سے یہ قاعدہ اصول ثابت اور متفقہ بین المعتبرین ھے کہ: جو شخص شرعی متواتر کا انکار کرے تو اس سے کفر لازم اتا ھے ایسا ھی کچھ لکھا ھے محیط میں شرح فقہ اکبر میں فتاوی عالمگیری میں فتوی ظھیریہ میں اصول بزدوی میں کشف میں جیسے کہ فتح القدیر میں دیکھا جا سکتا ھے اور ایسا ھی کچھ قاعدہ قانون اصولی علماء نے اپنی کئ کتب میں جا بجا لکھا ھے

(إكفار الملحدين في ضروريات الدين ص 65 ملخصا)

.

ذاکر نائیک کی مستدل ایت کی تشریح تفسیر وہ نہیں کہ جو ذاکر نائک نے بیان کی کہ جنت کے لیے چار شرطیں ھیں

ایمان۔۔۔نمبر دو نیک اعمال۔۔۔نمبر تین نیکی کی دعوت۔۔۔۔نمبر چار صبر کی تلقین

بلکہ

ایات و احادیث کی روشنی میں اس ایت مبارکہ کی تشریح یہ ھے تفسیر یہ بیان کی گئی ھے کہ دنیا میں معاشرتی بھلائی کے لیے خسارے سے بچنے کے لیے دنیا میں یہ چار چیزیں لازمی ھیں ایمان لانا نیک اعمال کرنا نیکی اور حق کی دعوت دینا صبر کی تلقین کرنا یا یہ چار چیزیں دنیا میں دنیا کی اصلاح معاشرتی اصلاح معاشرتی فلاح کے لیے لازمی ھے جنت کے لیے یہ چار چیزیں شرط نہیں ھیں

-

وكان عليّ رضى الله عنه يقرأ ذلک) : إنَّ الإنْسانَ لَفِي خُسْر وإنه فيه إلى آخر الدهر

سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان خسارے میں ھے یعنی دنیا میں سارا وقت اس کا خسارے میں گزرے گا اگر وہ چار اعمال نہ کرے گا

(تفسیر طبری 24/589)

-

إِنَّ الإنسان لَفِى خُسْرٍ {أيْ خُسرانٌ في متاجرِهم ومساعيهم وصرفِ أعمارِهم

چار اعمال کے بغیر انسان خسارے میں ھے اس کا معنی ھے کہ دنیا کے اندر تجارت میں خسارہ ھو گا عمر گزارنے میں خسارہ ھو گا نقصان ھو گا معاشرتی نقصان ھو گا)ھاں اگر یہ چار چیزیں کی جائے تو نقصان سے بچا جا سکتا ھے سوائے یہ کہ (اللّٰہ تعالی امتحان کے لیے کوئی ازمائش فرمائے

(تفسیر ابی سعود 9/197

-

لَفِي نَقْصٍ وَضَلَالٍ عَنِ الْحَقِّ حَتَّى يَمُوتَ

یعنی انسان ان چار چیزوں پر عمل نہ کرے گا تو وہ گمراھی میں ھو گا یھاں تک کہ مر جائے گا

(تفسیر شوکانی5/600)

-

ان تفاسیر میں واضح دیکھا جا سکتا ھے کہ معاشرے کی بھلائی کے لیے دنیا میں یہ چار چیزیں ضروری ھیں۔۔۔۔۔یہ نہیں کہ جنت میں جانے کے لیے چار شرائط ھیں

.

.###############

ناواں نظریہ#9

یوٹیوب پے

ZakirNaik-HazratMohammadkomaan'na haraamhai

لکھ کر سرچ کریں تو اس میں ذاکر نائیک کی ویڈیو آ جائے گی جس میں وہ کہتا ھے کہ حدیث پاک میں ھے کہ قبر کو مٹا کر زمین کے برابر کر دو۔۔۔۔۔زمین کے لیول کر دو.....مطلب نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا روضہ گنبد مبارک بھی گرا کر اس کو زمین کے برابر۔۔۔۔زمین بوس کر دینا لازمی ھے نعوذ باللہ تعالی

.

#ـــــــــتحقیق و جواب!!

قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا

ترجمه:

نبی پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی قبر مبارک مسنم یعنی اونٹ کے کوھان کی طرح کم و بیش ایک بالشت بلند تھی

(بخاري روایت1390)

•

صحابہ کرام نے نبی پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کم و بیش ایک بالشت زمین سے بلند کیا اگر قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حکم ھوتا تو صحابہ کرام یہ کام نہ کرتے

ـ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُشَّ عَلَى قَبْرِهِ الْمَاءُ، وَوُضِعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءُ مِنْ حَصْبَاءِ الْعَرْصَةِ، وَرُفِعَ قَبْرُهُ قَدْرَ شِبْرٍ

ترجمه:

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی چھڑ کا گیا اور ان کی قبر مبارک پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھی گئی اور اور نبی پاک کی قبر مبارک زمین سے کم و بیش ایک بالشت بلند کی گئی

(سنن کبری بیہقی حدیث 6737)

•

رَأَيْت قَبْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِبْرًا أَوْ نَحْوَ شِبْرٍ

ترجمہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھا وہ ایک بالشت یا کم و بیش ایک بالشت زمین سے بلند تھی

(تلخیص الحبیر روایت 790)

•

نبی پاک کے زمانے مبارک میں جو مسلمان، صحابی وفات پاتا ان کی قبر کو بھی کم و بیش ایک بالشت بلند کیا جاتا جیسا کہ شہداء احد کی قبروں کو ایک بالشت بلند کیا گیا

•

،وقد كانت القبور في عهد النبي صلى الله عليه وسلم ترفع عن الأرض قدر شبر

ويرفع قدر شبر تقريبا هذه هي السنة في القبور

ترجمه:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں مسلمانوں کی قبریں ایک بالشت کے قریب قریب بلند ہوتی تھی اور سنت بھی یہی ہے کہ قبر تقریبا ایک بالشت بلند ہو

(مجموع فتاوی ابن باز 221،13/313)

.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ»: رَأَيْتُ قُبُورَ شُهَدَاءِ أُحُدٍ

جُثًى مُسَنَّمَةً

شهدائے احد کی قبور مسنم) اونٹ کی کوھان کی طرح زمین سے کم وبیش ایک بالشت اوپر (تھیں

(المصنف استاد بخاری روایت 11736)

شهدائے احد کی قبریں اتنی اونچی تھی ظاھر سی بات ھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ان کو اس طرح دفنایا گیا ان کی قبر کو اتنا اونچا

کیا گیا جبکہ ذاکر نائک حدیث کی غلط تشریح کرتے ھوئے کھتاھے کہ زمین بوس کر دو قبروں کو۔۔۔۔

•

حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کی قبر پر پانی چھڑ کا)..ابن ماجہ حدیث 1551)

•

نبی پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی قبر کے اوپر کنکریاں ڈالیں)...سنن کبری حدیث 6740)

-

یھی وجہ ھے کہ فقھائے کرام نے جابجا لکھا ھے کہ قبر کو مسنم یا مسطح یا مربع جو بھی ھو لیکن ایک بالشت زمین سے بلند کیا جائے

-

ويسنم القبر (مرتفعا قدر أربع أصابع أو شبر؛ لما روى البخاري في صحيحه عن ابن عباس أنه رأى قبر النبي - صلى الله عليه وسلم - مسنما ،

قبر کو مسنم کیا جائے گا یعنی چار انگل برابر یا ایک بالشت زمین سے بلند کیا جائے گا کیونکہ امام بخاری نے سیدنا ابن عباس سے روایت کی ھے کے سیدنا ابن عباس نے نبی پاک کی قبر مبارک مسنم یعنی زمین سے تقریبا ایک بالشت بلند دیکھی

الاختیار 1/96

.

ومقدار التسنیم أن یکون مرتفعا من الأرض قدر شبر، أو أکثر قلیلا.

قبر کے مسنم ھونے کی مقدار یہ ھے کہ زمین سے ایک بالشت یا ایک بالشت سے تھوڑا اوپر ھو

بدائع 1/320

-

-

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ھوا کہ رسول کریم کی قبر مبارک اور صحابہ کرام کی قبور مبارک خود صحابہ کرام نے ایک ایک بالشت کے قریب بلند کی صحابہ کرام نے یہ عمل اپنی طرف سے تو نھیں کیا ھو گا بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ھدایت و اجازت سے کیا ھو گا تو ثابت ھوا کہ قبروں کو کم از کم ایک بالشت بلند ھونا چاھیے یھی سنت ھے۔۔۔۔اور قبر مبارک پر چڑھنا یا اسے مٹانا اسے اذیت دینا ھے جیسے کہ حدیث پاک میں ھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

قبر مبارک کے متعلق کھنا کہ اس کو زمین کے برابر کیا جائے یا اولیاء کرام کی قبر کے متعلق کھنا کہ ان کو زمین کے برابر کیا جائے تو یہ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ھے اور اولیاء کرام کو اذیت دینا ھے جس سے کفر لازم اتا ھے اور گمراھی لازم اتی ھے

-

اب آئیے اس روایت کا جائزہ لیتے ھیں جس میں ھیں کہ قبر کو برابر کر دیا جائے

، حدثنا يحيى بن يحيى، وابو بكر بن ابي شيبة، وزهير بن حرب، قال يحيى: اخبرنا وقال الآخران: حدثنا وكيع، عن سفيان، عن حبيب بن ابي ثابت، عن ابي وائل، عن ابي الهياج الاسدي، قال: قال لي علي بن ابي طالب ":الا ابعثک على ما بعثني عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ ان لا تدع تمثالا إلا طمسته، ولا قبرا مشرفا إلا سويته "

:ترجمه

ابی الھیاج اسدی رحمہ اللّٰہ نے کھا: مجھ سے سیدنا علی رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو بھیجتا ھوں اس کے لئے جس کے لیے مجھ کو بھیجا تھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کہ نہ چھوڑ کوئی تصویر) بت مجسمہ (مگر مٹا دے اس کو اور نہ چھوڑ کوئی بلند قبر مگر اس کو برابر کر دے)...صحیح مسلم حدیث 2243(

-

اس حدیث میں یہ نہیں ھے کہ زمین کے برابر کر دیا جائے بلکہ یہ ھے کہ برابر کر دیا جاۓ اس کا ایک مطلب یہ ھو سکتا ھے کہ عام قبروں کے مطابق ایک بالشت کے برابر کر دیا جائے یا پھر اگر اس حدیث کا معنی زمین بوس کر دینا لیا جائے تو یہ حکم کفار کی قبروں کے متعلق ھے نہ کہ مسلمانوں کی قبروں کے

-

نبی پاک کے زمانے مین مسلمانوں کی تدفین اور دیگر معاملات کو آپ علیہ السلام کی ھدایات کے تحت ھوتی تھیں پھر مسلمانوں کی اس وقت قبریں اونچی کیسی ھو گئیں..؟؟

کیا نعوذ باللہ رسول کریم یا صحابہ نے اسلام کی خلاف ورزی کرتے ھوئے بلند قبریں بنوائیں اور پھر خود ھی انکو گرانے کا حکم دیا...؟؟

•

تو پھر حضرت علی کو ایسا حکم غیر مسلموں کی قبروں کے بارے مین تھا یا مسلمانوں کی...؟؟

•

کھین ایسا تو نھین کھہ کافروں کی قبروں کے بارے مین جو حکم تھا خوارج کی طرح اسے مسلمانوں پر فٹ کیا گیا.........؟؟

•

-امره علیه السلام علیا) ان لا یترک قبرا مشرفا الا سواه ولا تمثالا الا طمسه (-قلت الظاهر ان المراد قبور المشرکین بقرینة عطف التمثال علیها وکانوا یجعلون علیها الانصاب والابنیة فاراد علیه السلام ازالة آثار الشرک

وکذا حدیث علي لا تترک قبرا مشرفا

الا سویته اي سویته بالقبور المعتادة

رفعها مسنمة قدر شبر علی ما علیه عمل المسلین في ذلک

:خلاصه

حضور اکرم صلی اللّٰہ علیه وسلم نے جو حضرت علی کو حکم دیا کی قبروں کو برابر کر دیا جائے اور مجسموں کو تصویروں کو ڈھا دیا جائے تو یه حکم مشرکین کی قبر کے لئے تھا

یا

یا پھر اس حکم کا معنی یه ھے که قبروں کو عام قبور کے مطابق ایک بالشت برابر کر دیا جائے

(الجوھر النقی 4/4

روایات اور اس وضاحت سے ثابت ہو گیا اور دیگر احادیث سے ثابت ہو گیا کے مسلمانوں کی قبروں کو زمین بوس نہ کیا جائے بلکہ ایک بالشت بلند کیا جائے یہی سنت ھے حتی کہ بعد کے نجدیوں نے بھی اسے سنت کا اقرار کیا ھے...

.

شیخ ابن باز نجدی لکھتا ھے

ويرفع قدر شبر تقريبا هذه هي السنة في القبور

نعم القبور لا بأس أن ترفع قدر شبر كما ثبت من حديث

أما حديث علي وما جاء في معناه فالمراد به الإشراف الزائد على هذا

ترجمہ:

قبروں میں سنت یہ ھے کہ تقریبا ایک بالشت زمین سے بلند ھوں جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ھے اور وہ جو حضرت علی والی حدیث ھے کہ قبروں کو برابر کردو تو اس کا معنی یہ ھے کہ ایک بالشت سے زیادہ ھو تو ایک بالشت کے برابر کردو

(مجموع فتاوی ابن باز 4/329+ویب سائیٹ)

-

حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی قبر کے سرھانے بڑا پتھر رکھا اور فرمایا: یہ نشانی کے لیے ھے

(ابوداؤد حدیث3206)

اس حدیث پاک سے ثابت ھوتاھے کہ قبر کے قریب میں نشانی کے لیے کچھ رکھا جا سکتاھے یالکھا جاسکتاھے وہ جولکھنے کی ممانعت حدیث میں ھے وہ قبر کے اوپر لکھنے کی ممانعت ھے یانشانی کے علاوہ کتابت کی ممانعت ھے

.

الحدیث:

انزل من القبر لاتؤذ صاحب القبر ولا یؤذیک

..قبر سے اتر جا، قبر والے کواذیت نا پھنچااور وہ تجھے اذیت نھین پھنچائے

صحیح مستدرک حاکم حدیث6502)

طبرانی..شرح معانی الاثار..مجمع الزوائد..مسنداحمد..مرقات..معالم السنن...وغیرہ بھت کتب میں یہ حدیث موجودھے (اس روایت سے ثابت ھوتاھے کہ مردے سنتے ھیں اور وہ مدد کر سکتے ھیں اذیت پھنچا سکتے ھیں تولھذاان سے اگر مدد طلب کی جائے کہ اپ اللہ کی بارگاہ میں ھمارے لیے دعا کریں تو بے شک غلط نہ ھوگا

.

اس حدیث پاک سے دو باتین نھایت واضح ھوتی ھیں کہ

قبر والے کو بھی اذیت ھوتی ھے:1

مر دہ اذیت بھی پھنچا سکتا ھے:2

مر کھپ گئے، مٹی مین مل گئے کھنا بدعت ھے...اسلامی تعلیمات کے خلاف ..ھے...اسلام قبر پر ستی سے رو کتا ھے مگر قبروں کا احترام بھی سکھاتا ھے

.

علامہ ابن حجر فر ماتے ھیں

اسنادہ صحیح...یعنی اس حدیث کی سند صحیح ھے

(فتح الباری 3/225)

.

امام بخاری کے استاد فر ماتے ھیں کہ سیدنا ابن عباس کا فر مان ھے کہ:

أذی المؤمن في موته کأذاه في حیاته

...مردے کو اذیت.و.تکلیف دینا ایسے ھے جیسے اسے زندہ حالت مین اذیت پھنچانا

(المصنف روایت نمبر 11990)

.

اور بھی بھت احادیث بلکہ آیات سے یہ بات ثابت ھے...علماء نے اس پر ر سائل اور کتابیں لکھی ھیں...

..حتی کہ نجدی علماء بھی احترامِ مقابر کا لکھ گئے

.

ابن قیم جوزی لکھتا ھے:

وکان ھدیہ ان لا تھان القبور و توطا و ان لا یجلس علیھا و یتکاء علیھا

حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی سنتوں مین سے ھے کہ قبروں کی توھین نا کی جائے اور نا ھی ان پر چلا جائے، نا قبروں پر بیٹھا جائے اور نا ھی ٹیک لگائی جائے

(زادالمعاد1/524)

_##################

10 *دسواں نظریہ#*

ایک پروگرام گفتگو میں کسی نے سوال کیا کہ بخاری شریف میں ھے کہ قھط پڑا تو لوگوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کو لے جا کر وسیلہ دیا اور کہا کہ جب اپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم موجود تھے تو ھم ان کا وسیلہ دیتے تھے جواب میں ذاکر نائک صاحب کہتے ھیں قران اور صحیح حدیث میں وسیلہ کرنے کا ذکر نھیں

(حقیقت ذاکر نائیک ص 359)

.

ذاکر نائک کھتاھے کہ اپ مزار پر جائیں درگاہ پر جائیں اس کے لیے دعا کریں لیکن اس کے ذریعے سے دعا نہ کرے اور اس سے دعا نہ کریں یعنی اس کے ذریعے سے دعا کرنا یعنی وسیلہ نہ بنائیں اور اس سے دعا نہ کریں یعنی اس کو کچھ عرض نہ لکھ کر یوٹیوب پہ ویڈیو سرچ کریں zakirzaikdargahmazar کریں ویڈیو دیکھیں ذاکر نائک کی ایسی ھی بات اس نے کی ھے

.

#ـــــــــــتحقیق و جواب!!

ذاکر نائک کی کھوپڑی میں بات عقل میں بات نہ ائی تو سیدھا سیدھا صحیح حدیث بخاری کی مشھور حدیث کا انکار کر ڈالا بلکہ وسیلے کی تمام احادیث کا انکار کر ڈالا۔۔۔۔اس لیے تو ھم نے شروع میں لکھا ھے کہ جو فقط محض اپنی عقل پر چلے ایات و احادیث بھی وھی مانے جو اس کی عقل میں ائے تو ایسے شخص کو جوتے مارتے ھوئے شھروں میں گھمایا جائے

ـ

وسیلہ

مثلا:

کسی نیک صالح مومن سید عالم مفتی صوفی والدین بیمار مسافر وغیرہ سے عرض کرنا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے کہ فلاں کام ہو جائے..فلاں حاجت پوری ہو جائے...ایسا کرنا جائز ھے...شرک و بدعت نہیں

مثلا:

کسی مسجد یا گھر یا کہیں بھی بیٹھ کر دعا کرنا کہ یااللہ فلاں فلاں زندہ یا وفات شدہ تیرے پیاروں کا واسطہ ھماری دعا قبول فرما، ھماری فلاں حاجت پوری فرما..ایسا کرنا جائز ھے...شرک و بدعت نہیں

مثلا:

کسی مزار پے حاضر ہو کر دعا اللہ سے کرنا اور صاحب مزار کا واسطہ وسیلہ دینا بھی جائز ھے...شرک بدعت نہیں، مزار والے اللہ کے پیارے سے عرض کرنا کہ اللہ سے دعا فرمائیے کہ میری فلاں حاجت پوری ہو جائے...یہ بھی جائز ھے، شرک بدعت نہیں

مثلا:

اللہ سے دعا کرنا اور نیک اعمال نیک بندوں کا واسطہ وسیلہ دینا بھی جائز ھے...شرک بدعت نہیں

.

#تفصیل.......!!

،وسیلے پر علماء اهلسنت نے باقاعدہ رسائل و کتب لکھے هیں انکا مطالعه کیجیے
نفع عام کے لیے، تبرک و ثواب کے لیے، شعور پھیلانے کے لیے هم بھی تقریبا 20 دلائل
لکھ رهے هیں، ملاحظه کیجیے, save کر لیجیے یا شیئر لیجیے پھر وقت ملنے پر
اطمینان و غور سے بلاتعصب پڑھیے، هوسکے تو مناسب لائک کمنٹ کیجیے که
اس سے تحریر زیادہ پھیلتی هے

.

وسیلے کا فائدہ......؟؟#

دعا کے لیے وسیله فرض واجب نهیں...وسیلے کے بغیر بھی دعا کر سکتے هیں لیکن
وسیلے سے دعا کرنا سنت هے انبیاء کرام کی صحابه کرام اور اولیاء و اسلاف
کی!!.....دعا میں وسیلے کا ایک فائدہ یه بھی هے که:

تقديمَ الوسيلةِ على المسئول أدعى إلى الإجابة والقبول

دعا میں وسیله کو مقدم کرنے سے زیادہ امید هے که دعا جلد قبول هو گی

(تفسير أبي السعود,1/276)

.================

القرآن:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الۡوَسِیۡلَۃَ

وہ اللّٰہ کے مقرب و نیک بندے اور دیگر جنکی عبادت کی جاتی ہے وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں) تو بھلا وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں وہ تو خود اللّٰہ کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں(

(سورہ بنی اسرائیل آیت 57)

.

وأكثر العلماء: هم عيسى وأمه وعزير والملائكة عليهم السلام والشمس والقمر والنجوم

اکثر علماء نے یہ فرمایا ہے کہ کے وسیلہ تلاش کرنے والوں سے مراد عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ اور حضرت عزیر علیہ السلام اور ملائکہ اور سورج چاند اور ستارے ہیں) یہ سب اللّٰہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللّٰہ کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں(

(تفسير الثعلبي, 16/365)

.

مَعْنَاهُ: يَنْظُرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ فَيَتَوَسَّلُونَ بِهِ

آیت کا معنی یہ ھے کہ یہ اللہ کے مقرب و نیک بندے و دیگر دیکھتے ھیں کہ اللہ کے قریب کون ھے پھر اس کو وسیلہ بناتے ھیں

(تفسیر البغوي - طيبة ,5/101)

.

أُولَئِكَ الذين يعبدون من دون اللَّه يبتغون إلى ربهم الوسيلة؛ فكيف تعبدونهم

یہ اللہ کے نیک و مقرب بندے اور دیگر کہ اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ھے یہ تو خود اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ھیں تو تم ان کی عبادت کیسے کرتے ھو۔۔۔۔؟

(تفسير الماتريدي = تأويلات أهل السنة ,7/66,)

.

دلچسپ و اھم بات

آیت میں دو وسیلوں کی طرف اشارہ ھے ایک وسیلہ شرک اور دوسرا سنت.....جی ھاں نیک بندے جو غیر اللہ ھیں ان کی عبادت کرنا وسیلہ سمجھ کر یہ شرک میں سے ھے یعنی وسیلے کے طور پر نیک غیر اللہ و سورج چاند بت وغیرہ کی عبادت کرنا شرک میں سے ھے...دوسرا وسیلہ برحق ھے سنت انبیاء ھے وہ یہ ھے کہ

نیک بندے جو غیر اللہ ھیں انکی عبادت نہ کرنا بلکہ اللہ کی عبادت کرنا اور زندہ یا وفات شدہ نیک غیر اللہ کا وسیلہ پیش کرنا یہ ھے سنتِ انبیاء و صالحین ھے...یہ سب اس آیت مبارکہ سے ثابت ھوتا ھے، یہ وسیلہ شرک بدعت نھیں....بعض منکرین وسیلہ کھتے ھیں کہ وفات شدہ اور دور والے کا وسیلہ نھیں دے سکتے، منکرین وسیلہ کا یہ نظریہ دلائل کے خلاف و غلط ثابت ھوا

کیونکہ

یھاں آیت میں وسیلہ مطلق و عموم ھے کہ کسی بھی نیک و مقرب کا وسیلہ دیا جاسکتا ھے چاھے وہ حیات ھو یا وفات شدہ، چاھے دور ھو یا قریب...سب کو آیت شامل معناً شامل ھے

.==================

دلیل#2

القرآن:

وَ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ یَسۡتَفۡتِحُوۡنَ ۙ

اور آپ)صلی اللہ علیہ وسلم (سے پھلے آپ کے وسیلے سے فتح یابی کی دعا کرتے تھے)لیکن عجیب لوگ ھیں کہ اب آپ کا انکار کرتے ھیں(

(سورہ بقرہ آیت 89)

•

قالوا اللهم انصرنا بالنبی المبعوث في آخر الزمان الذي نجد نعته فی التوراة

، یعنی وہ یوں کہتے تھے کہ یا اللّٰہ عزوجل ہماری مدد فرما اس نبی کے صدقے سے وسیلے سے جو آخری زمانے میں آئے گا کہ جس کی صفات ہم تورات میں پاتے ہیں

(تفسیر نسفی 1/109)

•

وَقَالُوا: إِنَّا نَسْأَلُکَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ إِلَّا تَنْصُرُنَا عَلَيْهِم

وہ کہتے تھے کہ یا اللّٰہ عزوجل ہم آپ سے سوال کرتے ہیں ہماری مدد فرما بحق النبی الامی یعنی نبی پاک کے صدقے وسیلے واسطے سے جس کا تونے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ آخری زمانہ میں تو اسے بھیجے گا

(تفسیر قرطبی 2/27)

•

ويقولون اللهم انصرنا بالنبيِّ المبعوثِ في آخرِ الزمان

وہ کہتے تھے کہ یا اللہ عزوجل ہم آپ سے سوال کرتے ہیں ہماری مدد فرما بحق النبی یعنی نبی پاک کے صدقے وسیلے واسطے سے جس کا تونے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ آخری زمانہ میں تو اسے بھیجے گا

(تفسیر ابی السعود1/49)

•

ويقولون :اللهم ربنا انصرنا عليهم باسم نبيک وبكتابک الذي تنزل عليه الذي وعدتنا

وہ کہتے تھے ہمارے رب ہماری مدد فرما تجھے تیرے آنے والے نبی)محمد مصطفی (کے نام کا واسطہ اور تیری کتاب کا واسطہ کہ جو تو اس پر نازل کرے گا جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے

(تفسیر سمرقندی1/72)

•

ظاہری دنیا میں غیر موجود)وفات شدہ یا آنے والے(کا وسیلہ دیا جاسکتا ہے تو موجود کا بھی وسیلہ واسطہ دیا جاسکتا ہے...!!

•

سوال:

مذکورہ دلیل میں ماقبل شریعت والوں یعنی اہل کتاب نے وسیلہ اپنایا، یہ انکی شریعت ہو گی، شریعت محمدی کے لیے ماقبل شریعت کیسے دلیل بن سکتی ہے....؟؟

جواب:

ماقبل شریعتوں کے احکامات بلا مذمت و بلا منسوخیت بیان ہوں تو وہ ہماری شریعت کا بھی حصہ شمار ہونگے

متفقہ اصول:

شرع من قبلنَا شرع لنا إِلَّا مَا ثَبت نسخه

ماقبل شریعتوں کے احکامات) بلا مذمت اور (بلا منسوخیت بیان ہوں تو وہ ہماری شریعت کا بھی حصہ شمار ہونگے

(التبصرة في أصول الفقه 1/285)

.

مذکورہ آیات میں اہل کتاب کے فعل یعنی وسیلے دینے کی مذمت نہیں کی گئی اور نہ ہی اس کو منسوخ کیا گیا ہاں البتہ یہود و غیرہ اہل کتاب کے ایمان نہ لانے کی مذمت کی گئی ہے...لھذا نیک لوگوں کا وسیلہ دینا جائز ہے اگرچہ وہ موجود ہو یا موجود نہ ہو یا وفات شدہ ہو، قریب ہو یا دور ہو کوئی فرق نہیں پڑتا.......!!

.==================

دلیل#3

القرآن:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

اے ایمان والو تقوی اختیار کرو اور اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو

(سورہ مائدہ ایت 35)

.

والوسيلة ولا بدمن تقديم الوسيلة قبل الطلب وقد قال الله تعالى
)وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ(وقد توسل آدم عليه السلام الى الله تعالى بسيد الكونين
دعا سے پہلے وسیلہ ھونا چاھیے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ھے کہ اللہ کی طرف
وسیلہ تلاش کرو اور آدم علیہ السلام نے اللہ کی طرف وسیلہ پیش کیا نبی پاک سید
کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا

(تفسیر روح البیان 7/230)

.

وقد قال تعالى: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ)2(، ولا وسيلة إليه أقرب، ولا أعظم، من رسوله
الأكرم صلى الله عليه وسلم

اللّٰہ تعالی نے ارشاد فرمایاھے کہ اس کی طرف وسیلہ تلاش کیا جائے اور رسول کریم محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون سا وسیلہ ھوگا

(التفسیر المدید4/458)

.

اس آیت کی تفسیر میں نیک اعمال کرنے اور برائی سے بچنے کو وسیلہ بنانے کا فرمایا گیاھے تفاسیر میں مگر کچھ تفاسیر میں رسول کریم کو بھی اسی آیت سے وسیلہ بنانا ثابت کیا گیاھے جیسے کہ اوپر دو حوالے دییے لیھذا انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء عظام وغیرہ سب نیک و مقرب بندوں و نیک اعمال کا وسیلہ دیا جاسکتاھے

.======================

دلیل4

الحدیث:

نبی پاک نے واقعہ ارشاد فرمایا کہ کس طرح پھلے کی امتوں میں سے تین شخص غار میں پھنس گئے اور پھر اپنے اعمال کا وسیلہ دے کر اللّٰہ سے دعا کی تو غار کا منہ کھل گیا

(دیکھیے صحیح البخاري,3/91حدیث2272)

.

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ اسْتِحْبَابُ الدُّعَاءِ فِي الْكَرْبِ وَالتَّقَرُّبُ إِلَى الله

امام ابن حجر فرماتے ھیں کہ اس حدیث سے ثابت ھوتا ھے کہ مشکلات کے اندر دعا کرنا بہت اچھا کام ھے اور اللہ کی طرف وسیلہ دینا بھی مستحب و ثواب ھے (شرک بدعت نہیں)

(فتح الباري شرح بخاری لابن حجر, 6/509)

.

=============

دلیل#5

الحدیث:

اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسَى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قیامت کے روز لوگ سیدنا آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے (انھیں وسیلہ بنائیں گے (پھر موسی علیہ السلام سے پھر) جب سارے انبیاء کرام فرماءیں گے کہ محمد مصطفی کے پاس جاؤ تو لوگ (سید الکونین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کریں گے (انھیں وسیلہ بنائیں گے)

(بخاری حدیث 1475)

•

نّ النّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَسْتَصْحِبُونَ حَالَهُمْ فِي الدُّنْيَا مِنَ التَّوَسُّلِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي حَوَائِجِهِمْ بِأَنْبِيَائِهِمْ

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن جو لوگوں کا حال ہو گا وہ دنیا جیسا حال ہو گا توسل کے حساب سے کہ جس طرح دنیا میں اپنی حاجتوں میں وہ توسل کرتے تھے انبیائے کرام کے ساتھ اسی طرح حشر میں بھی توسل کریں گے

(فتح الباري شرح بخاری لابن حجر 11/441)

یعنی جس طرح دنیا میں انبیائے کرام کا وسیلہ دیا جاتا ہے

ان سے توسل کیا جاتا ہے تو قیامت کے دن بھی ان کا وسیلہ دیا جائے گا ان سے توسل، کیا جائے گا

.=================

دلیل6#

النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ": قَالَ دَاوُدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْأَلُکَ بِحَقِّ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ھوں میرے آباء کے حق و وسیلے سے...میرے آباء یعنی حضرت ابراھیم حضرت اسحاق حضرت یعقوب علیهم السلام

(مسند البزار =البحر الزخار حدیث 1307)

.

امام ھیثمی اور امام بزاز فرماتے ھیں:

وَأَبُو سَعِيدٍ فَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلا

مذکورہ روایت کی سند میں ایک راوی ابو سعید ھے جو کہ حدیث کے معاملے میں قوی نھیں ھے لیکن اس روایت کی ایک اور سند بھی ھے جو کہ درج ذیل ھے

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(کشف الأستار عن زوائد البزار 3/100)

لیھذا یہ روایت تعدد طرق کی و دیگر وجوہ تحسین کی وجہ سے حسن معتبر کھلانی چاھیے جو دلیل بنتی ھے...اور اگر بالفرض ضعیف بھی مان لیا جائے تو قران و صحیح احادیث کی معنوی تائید کی وجہ سے معتبر و دلیل بنے گی

•

سیدنا ابراهیم علیه السلام سیدنا اسحاق علیه السلام سیدنا یعقوب علیه السلام کے
بعد

سیدنا داؤد علیه السلام آئے تھے تو سیدنا داؤد علیه السلام وفات شدہ کا وسیله دے کر
دعا فرما رهے هیں...ثابت هوا که زنده یا وفات شدہ کا وسیله دینا سنتِ انبیاء هے
جسکا وسیله واسطه دیا جارها هے وہ دور هو یا قریب زندہ هو یا وفات شدہ کوئی
حرج نهیں...بعض منکرین وسیله کهتے هیں که وفات شدہ اور دور والے کا وسیله
نهیں دے سکتے، منکرین وسیله کا یه نظریه دلائل کے خلاف و غلط ثابت هوا

•

سیدنا ابراهیم علیه السلام کے درمیان کتنا فاصله هے ذرا پڑھیے
وَمَاتَ عَنْ مِائَةٍ وَخمْس وَسبعين، وَقيل وَتِسْعين سنة..وَقَدْ ورد مَا يدل [على] أَنَّهُ
عَاشَ مِائَتَيْ سَنَةٍ
سیدنا ابراهیم علیه السلام 175 سال یا 190 سال یا 200 سال کی عمر میں وفات
پا گئے
(قصص الانبیاء ابن کثیر 1/250 ملخصا ملتقطا)

•

عن ابن عباس قال ...ومن إبراهيم إلى موسى خمسمائة وخمس وسبعون سنة، ومن موسى إلى داود خمسمائة

وتسع وسبعون

سیدنا ابن عباس رضی اللّٰه تعالی عنه فرماتے هیں که سیدنا ابراهیم علیه السلام سے لیکر موسی علیه السلام تک 575 سال هیں اور سیدنا موسی علیه السلام سے لیکر سیدنا داؤد علیه السلام تک 579 سال هیں

(المنتظم في تاريخ الملوك والأمم 2/145)

.

ثابت هوا که سیدنا داؤد علیه السلام نے سیدنا ابراهیم علیه السلام کی وفات کے کئ سو سال بعد انکا وسیله واسطه دے کر دعا فرمائی ...جب وفات شده نیک صالح کا وسیله واسطه دینا جائز و سنتِ انبیاء هے تو یقینا زنده نیک کا وسیله واسطه دینا بدرجه اولی جائز و ثواب هے ...شرک بدعت هرگز نهیں

.==================

دلیل#7

،قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلَاةِ

،فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هَذَا

،فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا، وَلَا بَطَرًا، وَلَا رِيَاءً، وَلَا سُمْعَةً، وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ

وَابْتِغَاءَمَرْضَاتِكَ، فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، وَاسْتَغْفَرَ لَهُ سَبْعُونَ

"أَلْفِ مَلَكٍ

جو نماز کے لیے اپنے گھر سے نکلے اور یہ دعا پڑھے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ:

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ھوں سائلین کے حق کے واسطے سے وسیلے (سے)

وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هَذَا

ترجمہ: اے اللہ کریم میں تجھ سے سوال کرتا ھوں میرے اس نماز کے لئے چلنے کی (حق کی وجہ سے واسطے سے وسیلے سے

پھر یہ پڑھے

، فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا، وَلَا بَطَرًا، وَلَا رِيَاءً، وَلَا سُمْعَةً، وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ، وَابْتِغَاءَمَرْضَاتِكَ، فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

تو

اللّٰہ کریم اس کی طرف خصوصی نظر کرم فرماتا ھے اور اس کے لئے ستر ھزار فرشتے استغفار کرتے ھیں

(سنن ابن ماجه ,1/256 حديث 778)

(مسند أحمد ط الرسالة حديث 11156)

(الجامع الصغير وزيادته حديث 12346)

(استاد بخاری ,مصنف ابن أبي شيبة ,6/25 نحوه)

کتاب روضة المحدثین کے محققین نے اس حدیث کو حسن کہا ھے اور حدیث حسن قابل حجت، قابل قبول، قابل دلیل ھوتی ھے

حم جه تخز حل أبو نعيم فی الصلاة طد

(نتائج الأفكار 272/1)

حسن**

[مجموعة من المؤلفين ,روضة المحدثين ,11/64]

.

اس حدیث پاک میں سائلین کو وسیله بنایا گیا ھے انکا واسطه دیا گیا ھے اور نیک عمل یعنی نماز کے لیے چلنے کو واسطه بنا کر اللّٰہ سے دعا کی گئ ھے اور سائلین مطلق و عام ھے چاھے وہ انبیاء کرام علیھم السلام ھوں یا اولیاء عظام....اور چاھے وہ

زندہ ھوں کہ وفات شدہ، مزار کے قریب جا کر وسیلہ بنایا جاۓ یا دور سے انھیں وسیلہ بنایا جائے ھر صورتوں میں انھیں وسیلہ بنا کر، انکا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کرنا اس حدیث پاک سے ثابت ھوتا ھے....اللہ سمجھنے کی توفیق دے

.================

دلیل8#

فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حَنِيفٍ ,فَشَكَا ذَلِكَ إِلَيْهِ ,فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ :ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ ,ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ قُلِ :اللَّهُمَّ ,إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ,يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقْضِي لِي حَاجَتِي وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ.....وَاللهِ مَا كَلَّمْتُهُ، وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک شخص نے صحابی سیدنا عثمان بن حنیف سے شکایت کی کہ ان کی حاجت پوری نھیں کی جا رھی تو سیدنا عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ وضو خانے جاؤ وضو کرو پھر مسجد میں جاؤ، دو رکعت نفل حاجات پڑھ لو پھر یہ دعا کرو کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ھوں اور تیری طرف توجہ کرتا ھوں نبی پاک محمد مصطفی کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ھیں اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ذریعہ سے آپ کے وسیلے سے توجہ کرتا ھوں اپنے رب کی طرف کہ میری حاجت اللہ تعالی پوری فرما دے....پھر آپ اپنی حاجت بیان کریں)اس شخص نے

یہ عمل کیا تو اس شخص کی حاجت پوری ہوئی تو اس نے صحابی سے پوچھا کہ کیا آپ کا کوئی کردار ھے اس حاجت روائی میں....؟؟(صحابی نے فرمایا کہ میرا کوئی کردار نہیں ھے یہ جو طریقہ میں نے تمھیں بتایا ھے یہ میں نے نبی پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے سیکھا ھے

(المعجم الصغیر طبرانی روایت 508 ملخصا)

(معرفة الصحابة لأبي نعيم 4/1959 نحوه)

(کتاب دلائل النبوة امام بیهقي 6/167 نحوه)

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى 4/194 نحوه)

(الترغيب في الدعاء للمقدسي ص 108 نحوه)

•

امام منذری اور امام طبرانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا

قال الطبراني بعد ذكر طُرقه: والحديث صحيح.

(الترغیب والترھیب امام منذری 1/476)

•

علامہ شامی نے فرمایا:

روى الطبراني والبيهقي - بإسناد متّصل ورجاله ثقات - عن عثمان بن حنيف

مذکورہ واقعہ امام طبرانی نے اور امام بیھقی نے متصل سند کے ساتھ بیان کیا ھے جس کے تمام راوی ثقہ ھیں

(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد 12/407)

صحابی سیدنا عثمان بن حنیف نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کئ سال بعد نبی پاک کا وسیلہ دینے کی تعلیم دی اور کسی صحابی نے شرک بدعت کا فتوی نہ دیا...ثابت ھوا کہ انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء عظام وغیرہ نیک مقرب بندوں کو قبل از وفات اور بعداز وفات وسیلہ بنانا جائز و ثواب ھے جسکی بھت برکات ملتی ھیں، حاجات پوری ھوتی ھیں، بلائیں ٹلتی ھیں

.=================

دلیل#9

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ " : ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو

سیدنا عمر رضی اللّٰہ تعالی عنہ کے زمانے میں قحط ھوا تو ایک شخص رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی طرف آیا اور عرض کی یا رسول اللّٰہ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کیجئے وہ ھلاک ھو رھے ھیں، تو نبی پاک صلی اللّٰہ وسلم اس شخص کے خواب میں آئے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤ، اسے میرا اسلام کھو اور اسے خبر دو کہ تم عنقریب بارش سے نوازے جاؤ گے، اور عمر سے کھو کہ تم پر سمجھداری لازم ھے سمجھداری لازم ھے تو وہ شخص سیدنا عمر رضی اللّٰہ تعالی عنہ کے پاس آیا اور سب کچھ بتایا تو سیدنا عمر رونے لگے اور عرض کرنے لگے یا اللّٰہ میں بھرپور کوشش کروں گا

(مصنف ابن ابی شیبہ استادِ بخاری روایت 32002)

(کنز العمال, 8/431 روایت 23535)

(دلائل النبوة للبيهقي مخرجا 7/47)

(جامع الاحادیث للسیوطی حدیث 28209)

(فتح الباري شرح بخاری 494/2)

.

کتاب روضۃ المحدثین کے محققین نے اس حدیث کو صحیح کھا ھے اور حدیث صحیح قابل حجت، قابل قبول، قابل دلیل ھوتی ھے....إسناده صحيح

(مجموعة من المؤلفين, روضة المحدثين 1/440)

•

امام زرقانی نے بھی اس واقعے کو لکھا دلیل بنایا اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا

وروى ابن أبي شيبة بإسناد صحيح من رواية أبي صالح السمان، عن مالك الدار)....شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية 11/150(

•

مجھے بڑی حیرت ھوتی ھے کہ جب کوئی جواب نہ بن پایا تو غیر کے مقلدین اور وسیلہ کے منکرین یہ کہتے ھیں کہ یہاں پر رجل لفظ ھے کوئی بندہ پتہ نہیں کون بندہ تھا لھذا مجھول ھے اور مجھول کی روایت ضعیف ھے....

ھمارا جواب:

ارے عقل سے کام لیجیے اگر سند کا راوی رجل ھو مجھول ھو تو ضعف آ سکتا ھے...یہاں سند میں کوئی مجھول نہیں رجل لفظ سند کا حصہ نہیں بلکہ متن میں رجل ھے متن میں رجل آئے تو ضعیف ھونا ثابت نہیں ھوتا دیکھیے امام بخاری حدیث پاک لکھتے ھیں کہ

كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ

....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے کوئی بندہ ھوتا تھا)

(بخاری حدیث 3612)

اب کیا رجل کی گردان پڑھ کر بخاری کی حدیث کو بھی ضعیف کہہ دو گے......؟؟

.

پھر بھی علماء کرام نے تحقیق فرما کر لکھا کہ وہ شخص صحابی بلال مزنی تھے

وَقَدْ رَوَى سَيْفٌ فِي الْفُتُوحِ أَنَّ الَّذِي رَأَى الْمَنَامَ الْمَذْكُورَ هُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ

امام ابن حجر فرماتے ھیں کہ علامہ سیف نے اپنی کتاب الفتوح میں لکھا ھے کہ جس شخص نے خواب دیکھا تھا وہ سیدنا بلال بن حارث مزنی تھے جو کہ صحابہ کرام میں سے ھیں

(فتح الباری شرح بخاری ابن حجر 2/496)

.

اس حدیث پاک سے صاف ظاھر ھوتا ھے کہ وفات شدہ کا وسیلہ دیا جا سکتا ھے، ان سے فریاد و عرض کی جا سکتی ھے....یہ سنت صحابہ ھے، کیوں کہ سیدنا عمر نے یا دوسرے کسی صحابی نے شرک بدعت کا فتویٰ نہیں لگایا...بعض منکرینِ وسیلہ کہتے ھیں کہ وفات شدہ اور دور والے کا وسیلہ نہیں دے سکتے، منکرین وسیلہ کا یہ نظریہ دلائل کے خلاف و غلط ثابت ھوا

.==============

10 دلیل#

قُلْنَا: فَإِنَّا نَسْأَلُکَ بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَبِحَقِّ صُحْبَتِنَا إِلَّا جَعَلْتَنَا فِيهَا، قَالَ»: فَأَنْتُمْ فِيهَا

صحابه کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هم آپ سے سوال کرتے هیں اسلام کے حق اور اسلام کے وسیلے واسطے سے اور هماری صحبت کے واسطے وسیلے سے که آپ همیں شفاعت میں ضرور شامل کیجئے گا آپ صلی اللہ علیه وسلم نے ارشاد فرمایا که تم شفاعت میں ضرور شامل هو

(المعجم الکبیر للطبراني, 20/163 حدیث 343)

جامع الاحادیث کے حاشیه میں اسکو صحیح کها گیاهے اور کها گیاهے که درج ذیل کتب میں بهی یه حدیث موجودهے

أخرجه أحمد (5/232، رقم 22078). وأخرجه أيضًا: البزار (7/119، رقم 2674)، والطبرانى (20/163، رقم 343). قال الهيثمى (10/368): رجال أحمد والطبرانى رجال الصحيح غير عاصم بن أبى النجود، وقد وثق

(جامع الأحادیث, 1/159)

،اس روایت میں صحابه کرام نے نبی پاک سے عرض کیا که اسلام کا واسطه وسیله هماری صحبت کا واسطه وسیله همیں اپنی شفاعت میں لے لیجیے گا، آپ نے شرک بدعت کا فتوی نه لگایا بلکه فرمایا که هاں تم کو شفاعت میں لوں گا.... غیر اللہ کا

وسیلہ دینا، واسطہ دینا، نیک اعمال کا واسطہ، وسیلہ دینا اس سے بھی ثابت ھوتا ھے یہ صحابہ کرام جیسے عظیم الشان صالحین کا طریقہ بھی ثابت ھوا

.=================

دلیل11#

الحدیث:

«وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا، بِحَقِّ نَبِيِّکَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي فَإِنَّکَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

یااللہ کریم اس مرحومہ کی قبر کو وسیع فرما اپنے نبی کے حق کا واسطہ، نبی کے حق کے صدقے میں اور مجھ سے پہلے جو انبیاء گزرے ھیں ان کے حق و صدقے میں ان کے واسطے میں ان کے وسیلے میں) مرحومہ کی قبر کو وسیع فرما (بے شک تو أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ھے

(طبراني کبیر حدیث 871)

(حلیۃ الاولیاء 3/121 نحوہ)

(کنز العمال 12/148 نحوہ)

(جمع الجوامع امام سیوطی 5/155)

علامه هیثمی اس حدیث کے متعلق فرماتے ھیں کہ اس کے سارے راوی صحیح روایت والے راوی ھیں سوائے روح بن صلاح کے کہ جس میں ضعف ھے لیکن امام ابن حبان اور امام حاکم نے روح کو بھی ثقہ قرار دیا ھے

،رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ، وَفِيهِ رَوْحُ بْنُ صَلَاحٍ، وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَفِيهِ ضَعْفٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد, 9/257)

اس حدیث پاک میں ظاھری حیات نبی پاک یعنی حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیا گیا ھے وسیلہ بنایا گیا ھے اور نبی پاک نے ظاھری وفات شدہ انبیاء کرام کا واسطہ وسیلہ پیش کیا ھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کے مزارات سے دور رہ کر انکا وسیلہ واسطہ دیا ھے....لیھذا وسیلہ واسطہ دینا سنت ثابت ھوا جو کہ ھرگز شرک بدعت نہیں ھو سکتا...لیھذا انبیاء کرام اولیاء عظام کا واسطہ وسیلہ دیا جاسکتا ھے، انھیں وسیلہ بنایا جاسکتا ھے چاھے وہ زندہ ھوں یا وفات شدہ ھوں، چاھے دور سے وسیلہ بنایا جائے یا قبر شریف کے قریب کھڑے ھو کر وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کی جائے یا صاحب مزار کو اس طرح وسیلہ بنایا جائے کہ ان سے عرض کی جاءے کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں میرے لیے دعا فرمائیں....بعض منکرین وسیلہ کھتے ھیں کہ وفات شدہ اور دور والے کا وسیلہ نھیں دے سکتے، منکرین وسیلہ کا یہ نظریہ دلائل کے خلاف و غلط ثابت ھوا

.

کئ وجوہ سے اس روایت کا ضعف ختم ہو کر یہ روایت صحیح یا حسن معتبر دلیل کہلائے گی اور اگر ضعیف مان بھی لیا جائے تو اوپر صحیح دلائل کی تائید کی وجہ سے یہ ضعیف روایت بھی تائیدی دلیل کہلائے گی

.====================

دلیل#12

الحدیث:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ": لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے اجتہادی خطا ہوئی تو سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کا واسطہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ مجھے بخش دیجئے

(المستدرک,2/672روایت4228)

(المعجم الأوسط للطبرانی,6/313)

امام ھیثھمی نے)مجمع زوائد253/8(میں اور امام بیھقی نے)دلائل النبوۃ للبیھقی489/5(میں ضعیف قرار دیالیھذاموضوع من گھڑت جھوٹی روایت

کھنا ٹھیک نھیں، اوپر صحیح دلائل سے وسیلہ ثابت ھے تو اس کی تائید و بطور شاھد ضعیف بھی مقبول ھے

.===============

دلیل 13#

وسلیه....زندہ سے دعا کروانا

اس بارے میں تو کئ دلائل آیات و احادیث و آثار ھیں، چند ملاحظہ کیجیے

القرآن:

قَالُوۡا یٰۤاَبَانَا اسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَاۤ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیۡنَ

انھوں نے کھا اے ھمارے والد اللہ سے دعا کیجئے ھمارے استغفار کی کہ ھم نے خطاء کی ھے

(سورہ یوسف ایت 97)

.

الحدیث:

إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِالدُّعَاءِ

بے شک دعا نفع، فائدہ دیتی ھے ان) بلاؤں بیماریوں مصیبتوں واقعات (میں جو نازل ھو چکے اور جو نازل نھیں ھوئے) ان سب میں دعا فائدہ دیتی ھے (.. تو اے اللّٰہ کے بندو تم پے دعا) کرنا کرانا (لازم ھے) .. ترمذی حدیث 3548 (

•

فَادْعُهُ

صحابی نے عرض کی یا رسول اللّٰہ میری صحت یابی کے لیے اللّٰہ سے دعا کیجیے

(ترمذی تحت حدیث 3578)

•

قُلْتُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَدَعَا

ایک صحابیہ نے عرض کی یا رسول اللّٰہ اللّٰہ سے میرے لیے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں بنا دے تو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی

(بخاری تحت حدیث 6283)

•

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا

صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ یہ نقصان دہ بارش ہم سے ٹل جائے

(بخاری تحت حدیث 1015)

.

يَارَسُولَ اللَّهِ....فَادْعُ اللَّهَ يُغِيثُنَا

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ بارش عطاء فرمائے

(بخاری تحت حدیث 1013)

.

قُلْنَا: يَارَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنَا مِنْ أَهْلِهَا

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ ھمیں آپ کی شفاعت نصیب ھو

(ابن ماجہ حدیث 4317)

.===============

دلیل 14#

عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه قال: قدم علينا أعرابي بعد ما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة أيام، فرمى بنفسه على قبر النبي صلى الله عليه وسلم

وحثا من ترابه على رأسه، وقال: يارسول الله، قلت فسمعنا قولک، ووعيت عن الله سبحانه وما وعينا عنک، وکان فيما أنزل عليک وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جاؤُکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ: [النساء:64] الآية، وقد ظلمت وجئتک تستغفر لي، فنودي من القبر إنه قد غفر لک

سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالی عنہ سے روایت ھے کہ فرماتے ھیں کہ جب ھم نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا تو کچھ دن کے بعد ایک شخص مزار اقدس پے حاضر ھوا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللّٰہ قرآن میں تو ھے کہ اگر کوئی اپنے اوپر ظلم کرے تو وہ آپ کے پاس حاضر ھو اور اللّٰہ سے توبہ کرے تو) آپ کے وسیلے سے (توبہ قبول ھو جائے گی معافی مل جائے گی تو میں ظلم کر چکا ھوں اور میں آپ کے پاس حاضر ھوا ھوں، تو مزار اقدس سے آواز آئی تمھاری بخشش کر دی گئی ھے

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی 4/186)

(کنز العمال 2/386)

(جامع الاحادیث روایت 34153)

.

واضح ھے کہ وفات کے بعد مزار پے حاضر ھونا عرض و فریاد کرنا وسیلہ بنانا جائز ھے کہ کسی صحابی نے اس فعل پر مذمت نہ کی.....!!

.==============

دلیل#15

وسیلہ....دعا خود کر نا زندہ کو وسیلہ بنانا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حاجت روائی کے لیے نوافل پڑھ کر اللہ سے باوسیلہ نبی پاک دعا کرنے کا حکم دیا

أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي «أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ»: إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ: ادْعُهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ»: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. «قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

ایک شخص جس کی بصارت میں کچھ نقص تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہ میرے لیے دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالی مجھے شفا عطا فرمائے آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہے تو میں تمہارے لیے موخر کر دوں اور وہ تمہارے لیے بہتر ھے اور اگر چاہے تو میں دعا کر دوں، صحابی نے عرض کی دعا فرما دیجیے کہ شفاء ملے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور دو رکعت نفل) حاجات (پڑھے اور یہ دعا کرے کہ یا اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ھوں

اور تیری طرف توجه کرتاھوں نبی الرحمة محمد مصطفی کے وسیله سے واسطے سے صدقے سے، یارسول اللہ آپ کے صدقے سے وسیلے سے میں اللہ کی طرف متوجه ھوتا ھوں اپنی حاجت میں که اللہ میری حاجت پوری فرمادے یااللہ رسول کریم صلی اللہ علیه وسلم کی شفاعت)وسیلے واسطے کو(قبول فرما میرے معاملے میں

امام ابو اسحاق فرماتے ھیں که یه حدیث صحیح ھے

(سنن ابن ماجه ,1/441حدیث1385)

(ترمذی حدیث3578نحوه)

(الجامع الصغیر سیوطی حدیث2159)

.

نیک اعمال کرنے چاھیے اور پھر زنده یاوفات شده نیک بندوں کے وسیلے سے دعااللہ سے مانگنی چاھیے

.==================

دلیل#16

سیدنا علی کو وفات شده یعنی سیدنا جعفر کاواسطه وسیله دیا جاتاتو آپ عطاء فرماتے...شرک بدعت نه فرماتے

كُنْتُ أَسْأَلُ عَلِيًّا رَضِي اللهُ عَنْهُ الشَّيْءَ فَيَأْبَى عَلَيَّ، فَأَقُولُ: بِحَقِّ جَعْفَرٍ، فَإِذَا قُلْتُ بِحَقِّ جَعْفَرٍ أَعْطَانِي

سیدنا جعفر رضی اللّٰہ تعالی عنہ کے بیٹے فرماتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالی عنہ سے کچھ مانگتا تھا تو وہ نہ دیتے تھے پھر میں عرض کرتا بحق جعفر، سیدنا جعفر کا وسیلہ صدقہ واسطہ ہے آپ کو تو پھر عطاء فرماتے تھے

(المعجم الكبير للطبراني 2/109, روايت 1476)

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل 2/903 نحوه)

بعض منکرین وسیلہ کو کوئی اور راہ نہ سوجھی تو کہنے لگے کہ سیدنا جعفر کے بیٹے کو سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالی عنہ صلہ رحمی کے طور پر دیتے تھے کہ ان کے رشتہ دار تھے

ہمارا جواب:

ارے کچھ عقل سے کام لیجیے، اگر محض صلہ رحمی کے طور پر دینا ہوتا تو شروع میں انکار کیوں فرماتے...؟؟ کیا شروع میں صلہ رحمی یاد نہیں ہوتی تھی سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالی عنہ کو....؟؟ صاف ظاہر ہے کہ صلہ رحمی ہو نہ ہو مگر دینے کی وجہ بحق جعفر یعنی سیدنا جعفر کا وسیلہ واسطہ کام آتا تھا.....سیدنا جعفر تو بہت پہلے شہید ہو چکے تھے تو وفات شدہ کا واسطہ وسیلہ دیا جاتا تھا تو سیدنا

علی و دیگر صحابہ کرام شرک بدعت کا فتوی نہ لگاتے تھے بلکہ کرم نوازیاں فرماتے تھے

.===================

دلیل#17

نبی پاک نے اذان و نماز کو وسیلہ بنانے کا فرمایا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ": مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي

رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اذان سنے اور اس کے بعد کہے کہ اے اللّٰہ میں تجھ سے سوال کرتا ھوں اس دعوت تامہ کے وسیلے سے اور قائم ھونے والی نماز کے وسیلے سے، یا اللّٰہ محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور اسے مقام محمود پر مبعوث فرما کہ جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ھے اور آپ وعدے کے خلاف نہیں کرتے تو رسول کریم نے فرمایا کہ وہ میری شفاعت کا حقدار ھو جائے گا

(الدعوات الکبیر, 1/108 حدیث 49)

(السنن الصغير للبيهقي ,1/122 حديث 296)

.==================

دلیل 18#

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ»: تَمَثَّلْتُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَأَبُو بَكْرٍ يَقْضِي وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ... فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ شعر اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے بطور مثال کہے کہ جب وہ حاجتیں پوری فرماتے.. شعر یہ تھے کہ سفید چہرے ہیں جس کے ذریعے سے جس کے واسطے سے جس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے تو سیدنا ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے

(مصنف ابن ابی شیبہ استاذ بخاری 6/353)

(إتحاف المهرة لابن حجر 8/252 نحوه)

ثابت ہوا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ نظریہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے ان کا واسطہ دیا جا سکتا ہے ان کی وفات کے بعد بھی !!......اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدہ عائشہ نے غیر نبی یعنی سیدنا صدیق اکبر کو وسیلہ واسطہ بنانا جائز سمجھا تبھی تو بطور تمثیل شعر کہے.....!!

لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی کمال عاجزی تھی کہ آپ نے ان اشعار کے متعلق فرمایا کہ وہ ذات رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ھے

.==================

دلیل#19

أَسْأَلُکَ بِحُرْمَةِ وَجْهِکَ وَحُرْمَةِ عَرْشِکَ]وَحُرْمَةِ بَيْتِکَ [وَحُرْمَةِ نَبِيِّکَ عَلَيْهِ السَّلامُ

صحابی سیدنا عبداللّٰہ بن زبیر رضی اللّٰہ تعالی عنہ نے دعا کی کہ یا اللّٰہ میں آپ سے سوال کرتا ھوں آپ کے وسیلے سے آپ کے عرش کے وسیلے سے اور نبی پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی عزت کے وسیلے سے

(المنتظم في تاريخ الملوک والأمم ابن جوزي 6/135)

)تاريخ دمشق لابن عساکر 31/172()مجابو الدعوة لابن أبي الدنيا ص 64(

ثابت ھوا کہ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے وسیلہ دیا جاسکتا ھے بحرمة نبی اخر زمان کھا جاسکتا ھے، یہ سنت صحابہ ھے

.=================

دلیل#20

واسألوا الله بجاه نبيه ومن سكنها من الأنبياء والصالحين أن يسهل فتحها على أيدي المسلمين

صحابی سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے تلقین فرمائی کہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لیے جاؤ تو یوں دعا کرو کہ

یا اللہ ہم آپ سے دعا کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے، بجاہ النبی کہہ کر دعا کرو، اور یا اللہ آپ کو واسطہ ہے ان کا کہ جو اس سرزمین پے انبیاء کرام گزرے ہیں اور صالحین کا واسطہ وسیلہ کہ مسلمانوں کو فتح یابی اسانی سے عطا فرما

)كتاب فتوح الشام 1/220()كتاب فتح القدس ص 39(

(بيت المقدس أمام أحداث التاريخ ص 121)

وفات شدہ انبیائے کرام کا وسیلہ، بجاہ النبی کہنے کا ثبوت اور زندہ و وفات شدہ صالحین کا وسیلہ اس سے ثابت ہوا اور صحابہ کرام میں سے کسی نے انکار بھی نہیں کیا...اللہ سمجھ عطا فرمائے

تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

whatsApp,twitternmbr

00923468392475..03468392475

othernmbr 03062524574